سلاموں کا پہلا دیوان

سلام اُن پر

یکتا امروہوی

ریگزارِ کربلا کے اُن مقدّس ذرّوں کے نام
جو خونِ حسینؑ کے امین ہیں!



سلام اُن پر ہو یا رب جن پہ خود تیرا سلام آیا

ارادہ کر رہے ہیں ہم نجف کی سمت جانے کا
درِ شیرِ خدا پر عزم ہے اب سر جھکانے کا

نجف کا میکدہ ہو، ساقیِ کوثر ہوں اور ہم ہوں
سماں یہ ہو تو آجائے مزا پینے پلانے کا

بنا اے چرخ چھوڑا کس کو تو نے ظلم ڈھانے سے
رسولوں تک کو شکوہ ہی رہا تیرے ستانے کا

کھلے ہیں اپنی شاخوں پر، تجھے یہ کیا ستاتے ہیں
سبب کچھ کیا ہے، اے گلچیں گلوں سے خار کھانے کا

بڑی مجبوریوں میں چھوڑنا پڑتا ہے گلشن کو
ہے لاکھوں حسرتوں کی موت چھٹنا آشیانے کا

شہادت کی خبر سن کر وہ غازی مسکرا اُٹھے
جو فرطِ غم سے بھولے تھے قرینہ مسکرانے کا

سیہ کارو! شبِ عاشور فوجِ شام میں آؤ
سلیقہ سیکھ لو حر سے خطائیں بخشوانے کا

نہ کہیے انقلابِ دہر اگر اِس کو تو کیا کہیے
کسی سے بے سبب گر رُخ پلٹ جائے زمانے کا

ابو طالبؑ کے کنبے نے سدا سر دے کے کچلا ہے
ارادہ جب کبھی باطل نے کیا ہے سر اٹھانے کا

بتا اے کربلا تجھ کو قسم مظلومؑ کے سر کی
ہے کس بے سر کے سر سہرا تجھے جنّت بنا کے کا

حبیبؑ شاہِ والا ناز کر تو اپنی قسمت پر
محمدؐ کا نواسہؑ منتظر ہے تیرے آنے کا

اسی سے عظمتِ مضمون تحفہ جان لے دنیا
وفا عنوان ہے عبّاسؑ غازی کے فسانے کا

منوّر وسعتِ کون و مکاں ہے جن کے جلووں سے
وہ اہلِ بیت اور تاریک گوشہ قید خانے کا

نہ سوئے لیٹ کر سیدھے کبھی سجّادؑ راحت سے
نشاں تھا ہر جگہ پشتِ حزیں پر تازیانے کا

ملے گا تجھ کو قصرِ بے بہا جنّت میں اے یکتاؔ
بہانہ ہے غمِ شبیرؑ میں آنسو بہانے کا

علیؑ کی مدح کی اور بزمِ ساقی پر شباب آیا
جمی محفل کچھ ایسی جام لے کر آفتاب آیا

کہا بَلِّغ نبیؐ نے مچ گیا اک شورِ بخٍّ کا
شرابی جاگ اٹھے جب دَورمیں جامِ شراب آیا

رسائی مصطفیٰؐ تک بے علیؑ کے غیر ممکن ہے
چلے جب شہر کی جانب تو اُس کا پہلے باب آیا

یہودی کہہ اٹھے اب کھل گئی اسلام کی قسمت
یہ شہرِ علم کا سُوئے درِ خیبر جو باب آیا

ترے ذرّے اڑیں گے خلد تک خاکِ شفا بن کر
زمینِ کربلا! خوش ہو کہ جانِ بوترابؑ آیا

یونہی اک آنِ واحد میں نصیبہ کھُل گیا حُر کا
پلٹ کر جس طرح مغرب سے دَم میں آفتاب آیا

حبیبِ سبطِ پیغمبرؐ کی پیری نیر اکیا کہنا
زلیخائے شہادت پر ترے دم سے شباب آیا

لبِ دریا جو لڑتے لڑتے سقّائے حرم پہنچے
تو اُن کے پاؤں پر مَلنے کو آنکھیں ہر حَباب آیا

جواب ایسے دیا شہؑ نے کہ پیری نے کمر خم کی
سَلام آخری کرنے جو اکبرؑ کا شباب آیا

فرشتوں کی زباں پر قبر میں جتنے سوال آئے
جواب ان کا زباں پر میری یکتاؔ لاجواب آیا

جو اشک غمِ شاہؑ کا مظہر نہیں ہوتا
وہ اشک تو ہوتا ہے پہ گوہر نہیں ہوتا

مینا کی زباں پر مرے پیمانے کے لب پر
کب تذکرۂ ساقیؑ کوثر نہیں ہوتا

اے بادہ کشو ساقیؑ کوثر کا ہے یہ فیض
اک لمحے کو خالی مرا ساغر نہیں ہوتا

کچھ خشک بھی ہوتے ہیں چمن میں پئے عبرت
ہر پھول گلستاں میں گلِ تر نہیں ہوتا

دنیائے تصور ہیں نظر سے مری اوجھل
اک پل کو علیؑ کا رُخِ انور نہیں ہوتا

کعبے میں بصد خوف یہ کہہ کہہ کے گرے بت
دیواریں ایسے تو کہیں در نہیں ہوتا

کرتے ہیں بہت اس سے سوالات نکیرین
اک نام علیؑ کا جسے ازبر نہیں ہوتا

PRESENTED BY: SOAZ SAHIB
| www.soazsahib.com | soazsahib@gmail.com |

اِس طرح سے عباسؑ کو چھوڑا نہ وفا نے
جس طرح جُدا تیغ سے جوہر نہیں ہوتا

اک ابنِ حسینؑ ابن علیؑ ہی تھا مجاہد
ششماہا ہر اک تو علی اصغرؑ نہیں ہوتا

شہؑ بولے کہ سر دے کے بھی یہ معرکۂ عشق
ہم دیکھیں تو کس طرح بھلا سر نہیں ہوتا

دل تشنۂ غم رہتا ہے ایّام عزا میں
گر ذکرِ غمِ عابدِؑ مضطر نہیں ہوتا

یکتاؔ یہ یہاں خاک کا ہے فرش تو موجود
سنتے تو یہ تھے قبر میں بستر نہیں ہوتا

نصیب، وقتِ شہادت بھی آب ہو نہ سکا
حسینؑ سا کوئی غربت مآب ہو نہ سکا

غمِ حسینؑ میں ہم کچھ نہ رو سکے اِس سال
جو چاہیے تھا وہ حاصل ثواب ہو نہ سکا

مآل اُس کو نہ حاصل عزائے شہؑ کا ہُوا
شریکِ غم جو بچشمِ پُر آب ہو نہ سکا

لگے وہ زخم تنِ دلبرِ پیمبرؐ پر
کہ آج تک بھی کسی سے حساب ہو نہ سکا

اُفق پہ صبر کے ڈوبے شفق میں خوں کی حسینؑ
غروب ایسے کبھی آفتاب ہو نہ سکا

سِنا پہ سر بھی ہے محو تلاوتِ قرآں
شہید یوں کوئی خضرِ صواب ہو نہ سکا

غمِ حسینؑ مٹے گا کسی سے کیا یکتاؔ
حکومتوں کا بھی پورا یہ خواب ہو نہ سکا

ماں ضبط کا چشمِ پُرآب کیا ہو گا
بہے نہ اشک تو حاصل ثواب کیا ہو گا

عدو کی تیغوں میں گھر کر نبیؐ کے بستر پر
علیؑ کی طرح کوئی محوِ خواب کیا ہو گا

پلائیں ساقیِ کوثر ہی بے حساب جنہیں
پھر اُن کا روزِ جزا احتساب کیا ہو گا

ہمارے چودہ کے چودہ ہیں ایک سے رہبر
بتائیں خضرؑ کہ اب انتخاب کیا ہو گا

حجابِ غیبتِ صغرا سے آئے کبرا میں
اب اور اس سے زیادہ حجاب کیا ہو گا

شباب و حُسنِ شبیہِ رسولؐ سے بڑھ کر
کسی حَسین کا حُسن و شباب کیا ہو گا

نہیں شبیہِ رسالت مآبؐ کا ثانی
تو پھر جوابِ رسالت مآبؐ کیا ہو گا

میانِ حشر جو ہوگا رسولؐ کا دیدار
عدوئے شاہؑ وہاں باریاب کیا ہوگا

جنابِ محتسبِ بادۂ ولا! کہیے
کہ حشر آپ کا یومِ حساب کیا ہوگا

یہ فکر ہے کہ لحد میں دمِ سوال و جواب
نہ آئے آپ تو اے بوترابؑ کیا ہوگا

فرشتے قبر میں کیا مجھ سے پوچھتے یکتا
وہ جانتے تھے کہ میرا جواب کیا ہوگا

جو جبینِ سجدہ پسند کو درِ شاہِ دیں پہ جھکا دیا
تو مری جبیں کے نصیب کو درِ شاہِ دیں نے جگا دیا

یہ حسینؑ! میرا نصیب ہے۔ کہ تری عزا کے نظام نے
مری ہر خوشی کے حدود کو ترے غم کی حد سے ملا دیا

مرے ساقیٔ الم آفریں۔ ترے میکشانِ جہاد نے
لہو اپنا اپنا بکھیر کر ترے میکدے کو سجا دیا

یہ حسینؑ تیرا ہی خون تھا کہ گُلِ مرادِ حرم بنا
تری کربلا کی زمین نے اُسے نکہتوں سے بسا دیا

مریں کیوں نہ ہم ترے نام پر، نہ فدا ہوں کیوں ترے کام پر
کہ حسینؑ تو نے بنامِ حق ہمیں، جان دے کے بچا دیا

جو حسینؑ میرا امام ہے، یہ سلام اُس کے ہی نام ہے
یہ اُسی کی نذر کے واسطے مجھے میں نے بادِ صبا دیا

مجھے اس کی فکر ہو کس لیے کہ طلب پہ مجھ کو ملے گا کیا
کہ حسینؑ نے مجھے جب دیا مرے مانگنے سے سوا دیا

کر گیا ثابت یہ اک اک میگسارِ کربلا
کم نہیں ہوتا کبھی کیف و خمارِ کربلا

فاتحِ کرب و بلا ! اے کامگارِ کربلا
سر کٹا کر بن گیا تو تاجدارِ کربلا

بن گیا وجہِ سکونِ عالمِ دینِ رسولؐ
وہ ترا صبر و قرار اے بے قرارِ کربلا

تیرے ہر نقشِ قدم پر کربلا کو ناز ہے
تیرا ہر نقشِ قدم ہے افتخارِ کربلا

اللہ اللہ کتنی عظمت تھی، دو عالم جھک گئے
تیرے اک سجدے پہ اے سجدہ گزارِ کربلا

تیری سجدہ گاہ کی مٹی سے، بے حد، بے شمار
سجدہ گاہیں بن گئیں سجدہ گزارِ کربلا

کہہ رہی ہے صاف یہ سرخیٔ شفق کی آج تک
آسماں پر ہوں میں عکسِ لالہ زارِ کربلا

خون سے لکھی ہوئی رنگین تحریریں نہیں
ظلم کی تاریخ ہیں نقش و نگارِ کربلا

اب خزاں آ ہی نہیں سکتی کبھی اِس کے قریب
جاوداں ہی جاوداں ہے اب بہارِ کربلا

کیوں نہ ہوں پست اس زمیں سے آسماں کی رفعتیں
عرش کی آنکھوں کا سرمہ ہے غبارِ کربلا

رات دن ہوتا ہے رحمت کے فرشتوں کا نزول
ہے مشیت کی نظر میں یہ وقارِ کربلا

تھا علمدارِ سپاہ نورِ چشمِ فاطمہ
حضرتِ عباسؑ جیسا نامدارِ کربلا

شکل و صورت میں محمدؐ، زور و ہمت میں علیؑ
بڑھ گیا اکبرؑ کے دم سے اعتبارِ کربلا

ارزقِ شامی کو قاسمؑ نے شکستِ فاش دی
بن گئی یہ فتحِ قاسمؑ یادگارِ کربلا

چھوڑ کر جھولے کو، شہؑ کی گود میں، بہرِ جہاد
شوق سے آیا ہمک کر شیر خوارِ کربلا

جذبۂ قربانیِ عونؑ و محمدؑ بے مثال
کربلا اُن پر تھی صدقے وہ نثار کربلا

حق تو یہ ہے ہر معینِ حق نے حق کے واسطے
جان اپنی دے کے طے کی رہگذار کربلا

کربلا میں ہیں شہیدانِ رہِ حق کے مزار
ان مزاروں ہی پہ ہے دار و مدار کربلا

کربلا میں کتنی فردوسیں ہیں آ گیتا نہ پوچھ
خلد ہے، فردوس ہے اک اک مزار کربلا

آج ہے ضو بار اُس گھر کے سہارے آفتاب
ضو فشانی میں ہیں جس گھر کے ستارے آفتاب
دن کو پا جائے اگر کچھ ماہ پارے آفتاب
فاطمہؑ کے ماہ پر صدقے اتارے آفتاب
الفت و عشق و عقیدت کے فلک پر جلوہ گر
پانچ ، بارہ بلکہ چودہ ہیں ہمارے آفتاب
کیوں نہ آجاتا پلٹ کر حسبِ منشائے علیؑ
جب سمجھتا تھا علیؑ کے سب اشارے آفتاب
اللہ اللہ جب کبھی ہم روئے غمِ شبیرؑ میں
بن گئے آنسو ہمارے چاند، تارے، آفتاب
روزِ عاشورہ کی ساری داستان چشم دید
آج اگر پوچھے کوئی تو کہہ گذارے آفتاب
صبح سے تا شام سرگرداں ہے غم میں شاہ کے
کس طرح بارِ الم اپنا اتارے آفتاب

ہے مجسّم آتشِ سوزاں عدو کے ظلم پر
لرزہ براندام ہے غُصّے کے مارے آفتاب

تپ رہا ہے یہ غمِ بیمار میں رُخ زرد ہے
رُخ اگر ہے زرد کیا جلوے نکھارے آفتاب

اے فرات آیا ہے بہرِ آب، با صد آب و تاب
بن کے سقّہ آج اک تیرے کنارے آفتاب

فوج کا حملہ، شہادت، شاہ کا نیزے پہ سر
ہے گہن میں دیکھ کر یہ سب نظارے آفتاب

دل میں ہیں داغِ غمِ شبیرؑ یکتا جس قدر
قبر میں چمکیں گے میری بن کے سارے آفتاب

ڈوب کر بحرِ غمِ شہؑ میں ابھرنا ہے ثواب
ڈوب کر اُٹھ، پار اُتر دل! پار اُترنا ہے ثواب

ہے یہ وہ راہِ محبّت، انبیا جس پر چلے
تب تو اِس راہِ محبّت سے گذرنا ہے ثواب

اک یہی تو عشقِ پاکیزہ ہے وہ جس عشق میں
گریہ و زاری عبادت، آہ بھرنا ہے ثواب

کیوں نہ میں شام و سحر دن رات ہوں مصروفِ ذکر
اہلِ بیتِ شاہِ دیںؑ کا ذکر کرنا ہے ثواب

پا برہنہ ہوں، گریباں چاک ہوں، سر پہ ہے خاک
یوں غمِ شبیرؑ میں اے دل سنورنا ہے ثواب

روتے روتے اے دلِ غمگیں غمِ شبیرؑ میں
رات سے دن اور دن سے رات کرنا ہے ثواب

نقشِ پائے شاہِ دیں پر آ جبیں صدقے اُتر
نقشِ پائے پاک پر صدقے اُترنا ہے ثواب

ہم کو یہ بتلا گئے، مرکر حسینؑ ابن علیؑ
ظلم سے ٹکرا کے راہِ حق میں مرنا ہے ثواب
اپنے دل کے جام کو یکتا ئے مدحت سے بھر
ہے یہ وہ مے جس سے دل کا جام بھرنا ہے ثواب

اکبرؑ ذی جاہ و عباسؑ دلاور کا شباب
یہ پیمبرؐ کا تو وہ نفسِ پیمبرؐ کا شباب

ہے بھلا کس چیز کو اس دارِ فانی میں ثبات
دو گھڑی کو ہے گلستاں میں گُلِ تر کا شباب

ہوگیا خالی اگر مے سے تو رنگینی گئی!
ہے مئے رنگیں کے ہونے تک ہی ساغر کا شباب

کلّۂ اژدر کے دو ٹکڑے کیے بچپن وہ تھا
اور درِ خیبر اکھاڑا ہے یہ حیدرؑ کا شباب

یوں جوانی تھی علی اکبرؑ کی گھر میں شاہؑ کے
جس طرح صحنِ چمن میں ہو گُلِ تر کا شباب

کیا پلٹنے پر شباب اپنا زلیخا کو ہے ناز
کیا یونہی پلٹا نہیں حُرؑ کے مقدر کا شباب

عمر کی منزل میں دونوں قاسمؑ و اکبرؑ تھے ایک
تھی برابر کی جوانی، تھا برابر کا شباب

تھے ابھی چھ ۶ ماہ کے تو یوں جہاد حق کیا
حشر کر دیتے، کہیں ہوتا جو اصغرؑ کا شباب

وہ حسینؑ ابن علیؑ تھے کربلا کے دشت میں
دوپہر میں لٹ گیا جن کے بھرے گھر کا شباب

نذرِ زنداں، نذرِ سفر، نذرِ ستم، نذرِ الم
نذرِ گریہ ہو گیا سجادِ مضطر کا شباب

کس قدر برسیں گے اشکِ خوں غمِ شبیرؑ میں
دیکھنا یکتا ہمارے دیدۂ تر کا شباب

ہے مرے دل میں سلامی اک قیامت کی تڑپ
جن کی الفت فرض ہے اُن کی محبّت کی تڑپ

پوچھتی ہے مجھ سے اکثر یہ محبت شاہؑ کی
کربلا کی ہے ترے دل میں کہ جنّت کی تڑپ

سامعینِ مجلسِ مظلومؑ دل میں لائے ہیں
شہؑ کے ذاکر کے لیے حسنِ سماعت کی تڑپ

ہاں یونہی منزل بہ منزل ہاں یونہی بس گام گام
کربلا تک مجھ کو لے چل اے عقیدت کی تڑپ

جب فقیری کا درِ حیدرؑ کی سرمایہ ہے پاس
پھر ہو کیوں دل میں کسی بھی اَور دولت کی تڑپ

اِس طرح کوثر پہ ہم کو اَور لا سکتا تھا کون
لائی ہے ساقی ہمیں تیری ارادت کی تڑپ

پردۂ غیبت میں جتنے بھی چھپے اُتنی بڑھی
میرے دل، میری نگاہوں میں زیارت کی تڑپ

ہاں لنڈھادے خُمِ کے خُم مے کے، مجھے معلوم ہے
ہے مرے ساقی ترے دل میں سخاوت کی تڑپ

فوجِ شہؑ میں جو بھی تھا۔ تھا راہِ حق میں سربکف
دل میں تھی ہر ایک کے شوقِ شہادت کی تڑپ

ہاشمی خوں تھا رگوں میں ان کی پیہم جوش زن
تھی ہر اک کے دل میں اظہارِ شجاعت کی تڑپ

اے حبیبؑ ابن مظاہر کربلا تک شہؑ کے پاس
کھینچ لائی تم کو بچپن کی رفاقت کی تڑپ

حُرؑ کو آتا دیکھ کر اپنی طرف بولے حسینؑ
اس کے دل میں ہو گئی پیدا صداقت کی تڑپ

مہلتِ یک شب ہے شاہد، سجدۂ آخر گواہ
شاہؑ کے دل میں تھی کیا ذوقِ عبادت کی تڑپ

پیاس سے تڑپی سکینہؑ تو کہا عباسؑ نے
مجھ سے اب دیکھی نہیں جاتی یہ شدت کی تڑپ

اُس کی قسمت کا بھلا یکتاؔ ٹھکانا ہے کوئی
بخش دیں حیدرؑ جسے اپنی محبت کی تڑپ

یہ اشکِ غم ہیں اِن کو نہ تو یوں زمیں کو سونپ
دامن کو اپنے سونپ، سرِ آستیں کو سونپ

یہ اشک ہیں کہ اکبرِ غم، احترام کر
اِن کا مقام عرش ہے، عرشِ بریں کو سونپ

رومال اِن کے واسطے لاتی ہیں فاطمہؑ
شک اس میں کر نہ ذرّہ برابر، یقیں کو سونپ

جذبہ جو دل میں سجدہ گذاری کا ہے ترے
تو اس کو دل سے آگے بڑھا کر جبیں کو سونپ

اُس دَر پہ چل جہاں سے ہر اک مُدعا ملے
اپنی ہر آرزو شہِ دنیا و دیں کو سونپ

جلووں میں پنجتنؑ کے جو یارب ہے آب و تاب
تھوڑا سا اِن کا عکس ہی مہرِ مُبیں کو سونپ

یارب بنا دے بس غمِ شہؑ کا امیں مجھے
یہ کائناتِ غم مرے قلبِ حزیں کو سونپ

دے ارضِ کربلا تو ہمیں اپنی داستاں
یہ داستانِ دردہے درد آفریں کو سونپ

شہؑ نے کہا یہ تیغ سے ننھی سی قبر کھود
اصغرؑ کو میری گود سے لے کر زمیں کو سونپ

دے کربلا میں قبر کی یا رب مجھے جگہ
مرنے پہ میری روح تو خُلدِ بریں کو سونپ

یکتاؔ یہ ہے سلام، عقیدت کی کائنات
تو اپنا یہ سلام شہِؑ دل نشیں کو سونپ

جس میں ذکرِ قاسمِ جنّت ہو، وہ محفل بہشت
ایسی محفل میں جو آئے۔ ہے اُسے حاصل بہشت

رہروِ راہِ ولائے حضرتِ شبیرؑ کی
پہلی منزل کربلا ہے، دوسری منزل بہشت

کربلا کو شاہؑ کے روضے سے یہ رفعت ملی
ہے یہاں سجدے میں گردوں، عرش خم، مائل بہشت

جلوہ و حسنِ بہارِ کربلا کی دید کو
آسماں سے خود مجسم ہو گیا نازل بہشت

اِس کی ہے تعمیر ہی اہلِ ولا کے واسطے
اہلِ بیتؑ پاک کی اُلفت کا ہے حاصل بہشت

ہاں وہی ذاتیں کہ جو نورِ خدا کا جزو ہیں
ہے انھیں کے پرتوِ انوار کا حامل بہشت

حق کے متوالوں کے قاتل جا جہنّم کی طرف
دور ہے تجھ سے بہت اے بندۂ باطل بہشت

مَشک لے کر آئے ہیں عباسؑ آ کے نہرِ فرات
ہے بہشتی کے قدم سے اب تو ساحل بہشت

راہِ حق میں جو بھی ہوتا ہے شہید اے کربلا
موت لینے کے لیے بڑھتا ہے اُس کا دل، بہشت

پھول ہیں عشقِ حسینؑ ابن علیؑ میں دل کے داغ
بن گیا یکتا بجائے خود ہمارا دِل بہشت

حسینؑ ہی تو ہیں وہ بحرِ بے کرانِ حیات
ردائیں جن کے حرم کی ہیں بادبانِ حیات
ازل سے تا بہ ابد میرِ کاروانِ حیات
جدھر یہ چاہیں اُدھر پھیر دیں عنانِ حیات
زمین زندگی جاوداں سے زیرِ نگیں
انہی کے قبضۂ قدرت میں آسمانِ حیات
ملی ہے اِن سے غرورِ اجل کو پسپائی
یہ زندگی کے ہیں فاتح، یہ کامرانِ حیات
ہر اک قدم پہ درخشاں ہے نقشِ پا اِن کا
یہ نقشِ پا، رہِ ہستی میں ہے نشانِ حیات
انہی کی راہِ محبت ہے ایک نور کا خط
انہی کی راہِ محبت ہے کہکشانِ حیات
انہی کے نام پہ مرنا ہے زندگی کی نوید
انہی کے نام پہ مرتے ہیں سرخوشانِ حیات

اُدھر اُدھر کی فضا ہو گئی حیات آثار
جدھر جدھر یہ گئے لے کے کاروانِ حیات

پیام زندگیٔ جاوداں اِنہی نے دیا
قسم ہے خالقِ جاں کی یہی ہیں جانِ حیات

اِنہی کے دم سے ہے دنیائے زندگی قائم
نہ ہو جو آپ کا قائم مٹے جہانِ حیات

بنا نویدِ بقائے دوامِ حق کے لیئے
حسین نے وہ دیا حق کو ارمغانِ حیات

انہی کے فیضِ نگاہِ حیات آگیں سے
ہے کربلا کی زمیں آج آسمانِ حیات

بنایا تیغ کے پانی کو جس نے آبِ بقا
دیا وہ موت کی صورت میں امتحانِ حیات

جو اِن کے سر پہ حوادث کے چھائے تھے بادل
وہ آج ہیں سرِ امّت پہ سائبانِ حیات

کلائی موت کی بڑھ کر مروڑ دیتے ہیں
بڑے غضب کے جیالے ہیں عاشقانِ حیات

جو ہونی چاہیئے درِ اصل اک حیات کی شان
بس اِن کے در پہ نظر آئے گی وہ شانِ حیات
کسی شہید سے سن لو حیات کی تشریح
نہیں ہے ایک، بہتّر ہیں ترجمانِ حیات
یہی ہیں محرمِ اسرارِ زندگی یکسر
اِنہی کو حق نے بنایا ہے رازدانِ حیات

ہے نہ شانِ سلسبیل ایسی نہ یہ کوثر کے ٹھاٹ
مجلسِ شہؑ میں جو دیکھے ہم نے چشمِ تر کے ٹھاٹ

اس میں کیا شک ہے بہت کچھ تھے درِ خیبر کے ٹھاٹ
مٹ گئے دستِ علیؑ میں آ کے سب اُس در کے ٹھاٹ

تم نے قنبر! کیوں قطار اونٹوں کی ڈر کر چھوڑ دی
کیا نئے کچھ تم نے دیکھے بخششِ حیدر کے ٹھاٹ

کس تجمل سے یہ محوِ استراحت ہیں علیؑ
اور ہی کچھ ہیں نبیؐ کے آج تو بستر کے ٹھاٹ

آئے تھے لڑنے کو حیدرؑ سے بڑے دعووں کے ساتھ
مل گئے سب خاک میں وہ مرحب و عنتر کے ٹھاٹ

شق کریں، لوٹائیں، اپنے گھر اتاریں، کچھ کریں
ان کے آگے کیا ہیں خورشید و مہ و اختر کے ٹھاٹ

اشک ٹپکے ہیں جو آنکھوں سے غمِ شبیرؑ میں
ان کے وہ ہیں ٹھاٹ جو کب ہیں کسی گوہر کے ٹھاٹ

لوگ کہتے تھے کہ پلٹا ہے محمدؐ کا شباب
سر سے پا تک دیکھتے تھے جب علی اکبرؑ کے ٹھاٹ

کربلا میں سب رضائے حق پہ قرباں کر دیے
اک حسینؑ ابن علیؑ نے اپنے سارے گھر کے ٹھاٹ

تیغ لاتے ہیں تبسّم کی تو گردن کی سپر
ہیں الگ ہر اک سپاہی سے علی اصغرؑ کے ٹھاٹ

جس کی دربانی کو آتے ہیں فرشتے رات دن
کیا تصوّر میں کسی کے آئیں گے اُس گھر کے ٹھاٹ

ہے درِ جنّت کی یہ خواہش کہ قرباں جائیے
ہیں نجف میں ایسے کچھ یکتا درِ حیدرؑ کے ٹھاٹ

ہے شہ ذیشاں کے دم سے شانِ قرآن و حدیث
بن گئے یہ جان دے کر جانِ قرآن و حدیث
گھر میں کُل قرآن آیا ، گھر سے نکلی ہر حدیث
ان سے بڑھ کر ہو کسے عرفان قرآن و حدیث
معرفت ان کی ہے اللہ و نبیؐ کی معرفت
آپ کا عرفان ہے عرفانِ قرآن و حدیث
آپ کا دامن چھُٹا تو دامنِ ایماں چھُٹا
آپ کا داماں ہے دامانِ قرآن و حدیث
آپ کو جس نے بھلایا اپنے دل سے شاہِ دیںؑ !
وہ بھلا بیٹھا سبھی فرمان قرآن و حدیث
ہم نے پہچانا انہی کی رہبری سے آپ کو
ہم پہ کیا کچھ کم ہے یہ احسانِ قرآن و حدیث
ہو گئے نذرِ خزاں جنگل میں گلِ رو آپ کے
کربلا میں لُٹ گیا بستانِ قرآن و حدیث

پھر ضرورت آپ کی ہم کو ہے اے معمارِ حق
ہو رہا ہے منہدم ایوانِ قرآن و حدیث
آپ پر قرباں ہوئے جو کربلا کے دشت میں
حق تو یہ ہے وہ ہوئے قربانِ قرآن و حدیث
خاندانِ احمدؐ و حیدرؑ ہے یکتا دیں پناہ
اس کا اک اک فرد ہے ارمانِ قرآن و حدیث

نظر میں ہے مئے ہستی کے ہر سرشار کی سج دھج
ہے ان سب سے الگ کوثر کے بادہ خوار کی سج دھج
غدیرِ خم کے مستانوں کا وہ عالم ہے عالم میں
کہ جس کے سامنے ہے ہیچ ہر ہشیار کی سج دھج
صدف کی آبرو پانی ہو نظروں سے گرے موتی
غمِ شبیرؑ میں ہے یہ ہر چشم گوہربار کی سج دھج
جو اتری عرش سے قبضہ علیؑ کا جس کے قبضے پر
کٹے جس سے پرِ جبرئیلؑ اس تلوار کی سج دھج!
نگاہیں فوج پر، بل چتونوں پر، ہاتھ قبضوں پر
عجب تھی کربلا میں شاہؑ کے انصار کی سج دھج
وہی ہے آن بان اکبرؑ میں سر تا پا محمدؐ کی
وہی عباسؑ میں ہے حیدرِ کرار کی سج دھج
گلے جس کو لگایا مرمٹا وہ حُسن پر اُس کے
یہ تھی شیرِ خدا کی تیغ جوہر دار کی سج دھج،

اَنی برچھی کی بن کر ہر کَنَوتی دل میں جب اُترے
عدو کو کیوں نہ کھٹکے شاہؑ کے رہوار کی سج دَھج

برہنہ ہیں سر و پا، لب پہ نوحہ، ہاتھ سینے پر
بنی ہے حُسنِ فطرت شہ کے ماتمدار کی سج دھج

ردیفِ سخت سے ربطِ قوافی اتنا برجستہ
ہے اپنے رنگ میں یکتا ترے اشعار کی سج دَھج

ہے مری فکرِ رسا کی مدحِ حیدرؑ تک پہنچ
اس وسیلے سے ہے اللہ و پیمبرؐ تک پہنچ

گر شبِ ہجرت علیؑ کو دیکھنا ہے محوِ خواب
چل سکے تیغوں کی دھاروں پر تو بستر تک پہنچ

اک نظر میں دیکھنا ہیں گر علیؑ کے معرکے
فتحِ صفین و جمل سے فتحِ خیبر تک پہنچ

منبرِ شبیرؑ سے پڑھتا ہوا مدحت کے شعر
چل نجف تک اور نجف سے حوضِ کوثر تک پہنچ

لاکھ الفاظ و مضامیں کا گذر ہے ذہن تک
لاکھ تلمیحوں کی ہے طبعِ سخنور تک پہنچ

ہے گدایانِ درِ حیدرؑ کی نظروں میں سبک
قسمتِ دارا و جمشید و سکندر تک پہنچ

یہ کرامت عرش سے آئی ہے لے کر ذوالفقار
فرش پر ہے، پر ہوئی جبرئیلؑ کے پر تک پہنچ

مجلسِ سبطِ نبیؐ میں کم نہیں معراج سے
ذاکرِ شبیرؑ کی بالائے منبر تک پہنچ

باعثِ صد فخر ہے جنّ و مَلک کے واسطے
بختِ قنبر تک پہنچ حُر کے مقدر تک پہنچ

شہؑ کے غم میں آنسوؤں کو اب ضرورت ہے تری
خونِ دل! تو دل سے چل اور دیدۂ تر تک پہنچ

سرکشوں نے سر اٹھایا ہے بہت آ ذوالفقار
دیر کرنا ہے قیامت سَر سے اب پَیکر تک پہنچ

یہ خوشی کی لہر میں کہتی تھی ہر موجِ فرات
ہے ہماری پائے عبّاسؑ دلاور تک پہنچ

یادگارِ ہمشبیہِ مُصطفیٰؐ ہے ہر اذاں
نام لے اکبر کا اور اللہُ اکبر تک پہنچ

بابِ شہرِ علم تک یکتا پہنچنا ہے اگر
پہلے اس کی سعی کر شبیرؑ کے در تک پہنچ

وہ کیوں ہو جلوۂ بالائے بام کا مدّاح
جو ہے تجلّیٔ حُسنِ تمام کا مدّاح

بصد خلوص بھری بزم میں مرے ساقی
نہیں ہے کون ترے اذنِ عام کا مدّاح

ہے اذنِ عام بھی، فیض دوام بھی ساقی
ہر ایک ہے ترے فیضِ دوام کا مدّاح

بصد شعورِ عقیدت نفس نفس ہے مرا
ہر ایک ساقیِ گردوں مقام کا مدّاح

کہاں سے لائے گا میری سی پختگیِ خیال
وہ شیخ ہے جو خیالاتِ خام کا مدّاح

وہ خوش خرام کہ قوسین جس کے زیر قدم
مزاجِ عشق ہے اُس خوش خرام کا مدّاح

میں ہوں غلام علیؑ، لا الہ الا اللہ
علیؑ کے عین کا کلمے کے لام کا مدّاح

نبیؐ کا بارھواں قائمؑ مقام زندہ ہے
یہ دل ہے قائمؑ قائم مقام کا مدّاح

جو یہ امام ہیں تسبیح کے تو ہم دانے
ہر ایک دانہ ہے اپنے امام کا مدّاح

عجب یہ رشتۂ الفت ہے رشتۂ تسبیح
ہے سنو دلوں سے گذر کر امام کا مدّاح

ہر ایک قطرۂ خوں اور ہر ایک موئے بدن
غمِ حسینؑ کے سوزِ تمام کا مدّاح

تمہارے غم کا مرے دل پہ ہے جو نقشِ دوام
مرا قلم اُسی نقشِ دوام کا مدّاح

لبِ عبادتِ معبود بھی ہے اے سجادؑ
ترے سجود و قعود و قیام کا مدّاح

خدا گواہ کہ تیرا سلام ختمِ نماز
تری نماز کے ہے اختتام کا مدّاح

تشہد اس کا ہے شاہد کہ خود سلام ترا
نماز میں بھی ہے تیرے سلام کا مدّاح

بہشت و خلد و اِرم اُس کی کیوں نہ ہوں جاگیر
جو ہو حسینؑ علیہ السّلام کا مدّاح

دیا ہے شہؑ نے جوابِ سلام اے یکتاؔ
ہوں اِس عطائے جواب سلام کا مدّاح

ہر اک سوال پہ منکر نکیر کے یکتاؔ!
کہوں گا ہوں میں شہِ تشنہ کام کا مدّاح

یوں کبھی بدلے نہ کبھی گردشِ ایّام کا رُخ
نہ رہا صبح کا وہ رُخ نہ رہا شام کا رُخ
بعد مرنے کے رسولِ عربیؐ کے، شہؑ کو
بدلا بدلا نظر آتا تھا در و بام کا رُخ
امتحاں عشق کا دینے کو چلے ہیں شبیرؑ
کربلا کی طرف اُن کے ہے ہر اک گام کا رُخ
کربلا کا رکھیں عشق کا ہے دوسرا نام
صاف ہے کرب و بلا کی طرف اس نام کا رخ
رُخ ہے شبیرؑ کا دنیا کے مصائب کی طرف
اور شبیرؑ کی جانب، غم و آلام کا رُخ
منتظر آج ہے یکتاؔ کی تہی دامانی
دیکھیے کب ہو اِدھر شاہؑ کے اکرام کا رُخ

کیوں ہو جنّت کی طرف مدح کے اشعار کا رُخ
جانبِ خُلدِ نجف ہے مرے افکار کا رُخ

اللہ اللہ مری مدحتِ بسیار کا رخ
جس میں ہر رُخ سے عقیدت کے ہے اظہار کا رُخ

شورِ ربِّ اَرِنی خواہشِ اظہار کا رُخ
لَنْ تَرانی کی صدا حسرتِ دیدار کا رُخ

اے حسینِ دو جہاں! ماہ جبیں، عرش نشیں
عرش و کرسی بھی ہیں اک تیرے ہی انوار کا رُخ

ہر تجلّی کا ہیں مرکز مری آنکھیں مرا دل
ہے مری سمت ترے جلوۂ ضو بار کا رُخ

رُخ سے رُخ جس سے جلا پائیں وہ رُخ، ترا رُخ
کیوں یہ رُخ سارے نہ دیکھیں ترے رخسار کا رُخ

جس سے رُخ تیرا پھرا اُس سے رُخِ حق بھی پھرا
جو ترے رُخ پہ ہے حق کے ہے اُدھر پیار کا رُخ

مجھ کو کچھ کہنے کی ساقی سے ضرورت نہ پڑی
اُس کی گفتار میں تھا خود مری گفتار کا رُخ

بے طلب دیدیئے ساقی نے مجھے جام پہ جام
مظہرِ خواہشِ دل تھا جو طلبگار کا رُخ

پی شرابِ غمِ شبّیر تو غم کھا کے پھرا
صفحۂ غم کی طرف دستِ قلمکار کا رُخ

نونہالِ چمنِ فاطمہؑ یثرب سے چلا
جانبِ فصلِ خزاں ہے گُل و گُلزار کا رُخ

گھر سے نکلا ہے خریدارِ رضائے محبوب
دیکھ کر جنسِ محبّت کے خریدار کا رُخ

دیکھیئے گرمیِٔ بازارِ وفا کیا دکھلائے
نقدِ جاں پاس ہے اور عشق کے بازار کا رُخ

جان لے لو، ہمیں قیمت میں شہادت دیدو
کہہ رہا تھا یہ شہادت کے طلبگار کا رُخ

خون سے صفحۂ ہستی پہ بنے نقشِ عمل
سوئے حق کہہ گئے یہ ہے عشق کے فنکار کا رُخ

تیرے اعدائے سیہ رُو تیرے کیا سامنے آئیں
روزِ روشن کے عقب میں ہے شبِ تار کا رُخ

آتشِ کفر کو خود کھینچ رہے ہیں شعلے
ہے جہنّم کی طرف شیخِ بد اطوار کا رُخ

شیخ! کج ہے جو تری راہ تو دستار بھی کج
آئنہ دیکھ! ہے اُلٹا تری دستار کا رُخ

ہاں مرے ساقیِ خوش دست! ملے دست بدست
دونوں ہاتھوں میں جھجک ہو نہ ہو انکار کا رُخ

میرے ساقی نے لگا دی ہے وِلا کی اک شرط
ہے اسی شرط میں اِنکار اور اقرار کا رُخ

تیرے شیشے میں ہے مے اور مرے ہاتھ میں جام
جام تکتا ہے ترے شیشۂ مے بار کا رُخ

جو سر دست، سرِ دست ہے، یہ جام تو بھر
دیکھتا کیا ہے بھلا رندِ قدح خوار کا رُخ

جس پہ الفاظ "مے حُبِّ علیؑ" ہیں کندہ
ہے اسی جام کی جانب ترے میخوار کا رُخ

رُخ اُدھر کر کے لعیں سوئے جہنم بھاگے
جس طرف شہؑ نے کیا تیغِ شرربار کا رُخ

ہاتھ بندھوا کے سوئے سرورِ کونین چلا
آگیا حُرؑ کو نظر قسمتِ بیدار کا رُخ

حُرؑ تھا دوزخ کے دہانے پہ، مگر شہؑ کا کرم
پھر گیا سوئے جناں بختِ گنہگار کا رُخ

غیظ میں سب حبشی آگئے شمشیر بدست
بڑھ کے فضہؑ نے وہ بدلا بھرے دربار کا رُخ

کھائے غش کھانے میں، پینے میں پیا خونِ جگر
اس خور و نوش کی جانب رہا بیمارؑ کا رُخ

ہو گیا داخلِ دشنام ترا نام یزید!
فتح ظاہر میں تری، یہ بھی تو ہے ہار کا رُخ

رُخ نکیرین کا یکتاؔ مری جانب سے پھرا
جب ہوا اُن کی طرف حیدرِ کرارؑ کا رُخ

آسمانِ حق کے روشن چاند تاروں پر درود
مطلعِ دینِ مبیں کے جلوہ باروں پر درود
عالمِ مظلومیت کے تاجداروں پر درود
صبر و استقلال کے پروردگاروں پر درود

کارنامے نقش ہیں جن کے دلِ تاریخ پر
حق کی قربانگاہ کے اُن شاہکاروں پر درود

لاکھ تیروں میں نمازیں جو مجاہد پڑھ گئے
اُن حقیقی عابدوں طاعت گزاروں پر درود

دستِ فاسق پر کسی صورت سے بھی بیعت نہ کی
بات پر مرمٹنے والوں، کامگاروں پر درود

کشتیِ دینِ نبیؐ کا، کشتیِ اسلام کا
جو سہارا بن گئے اُن بے سہاروں پر درود

دشتِ ظلم و جور میں لوٹا گیا جن کا وقار
ذی حشم، ذی مرتبہ، اُن باوقاروں پر درود

تھی وہاں مسجد شہادت کو، یہاں ہے کربلا
حیدرؑ و شبیرؑ سے سجدہ گزاروں پر درود

حق کی خاطر کوہ سے باطل کے جو ٹکرا گئے
اُن بزرگوں، نوجوانوں شیرخواروں پر درود

نوکِ نیزہ پر بھی جو پیغامِ حق دیتے رہے
حق کے ان پیغامبر حجت شعاروں پر درود

مرنے والوں پر جو اپنے خود بھی رو سکتے نہ تھے
کربلا اور شام کے اُن سوگواروں پر درود

احمدؐ و حیدرؑ یہ زہراؑ یہ حسنؑ اور یہ حسینؑ
دستِ قدرت کے حسیں اِن شاہکاروں پر درود

یہ رسولِ پاک، اِن کی آلؑ کے افرادِ پاک
جس قدر جتنے ہیں اُن سارے کے ساروں پر درود

ہے محمدؐ کے گلوں سے جن بہاروں پر بہار
اک تسلسل سے بلافصل اُن بہاروں پر درود

اُن جگر پاروں پہ حیدرؑ اور زہراؑ کے سلام
اُن رسولِ پاک کی آنکھوں کے تاروں پر درود

مَعرفتِ حق کی جنھیں حاصل ہے اُن سب پر سلام
اُن تمام اسرارِ حق کے رازداروں پر دُرود
پینے آئے تھے شہادت کی جو پاکیزہ شراب
کربلا کے اُن مقدس بادہ خواروں پر دُرود
ہے یہ حسرت مستحق ہیں جو دُرودِ پاک کے
اُن پہ بھیجوں جا کے خود اُن کے مزاروں پر دُرود
مر مٹا اور جس نے آنچ آنے نہ دی اسلام پر
اُس حسینؑ اور اُس کے یکتا بے مثال جانثاروں پر درود

عترتؑ کی منزلت ہے رسولِؐ خدا کے بعد
سنیئے سلام نعرۂ صلِّ علیٰ کے بعد

یوں پنجتن ہیں ختم شہِؑ کربلا کے بعد
جیسے چھٹی نماز نہیں ہے عشا کے بعد

سیدھا ہے اس دیار سے جنّت کا راستا
آساں ہیں منزلیں مری سب کربلا کے بعد

احمدؐ بھی اور علیؑ بھی ہیں ربِّ علیٰ کے بعد
بے شک ہے ناخدا اُس کا درجہ خدا کے بعد

میرا خدا خدا ہے، مرا ناخُدا علیؑ
قبل از رسولؐ وہ، یہ رسولِؐ خدا کے بعد

کوئی خدا نہیں ہے، کوئی ناخدا نہیں
میرے خدا کے بعد، مرے ناخدا کے بعد

لیکن خطا معاف، غلط میں نے کہہ دیا
کچھ اور ناخدا تو ہیں اِس ناخدا کے بعد

پہلے امام یہ ہیں تو گیارہ ہیں اور بھی
ہر ایک ناخدا ہے ہر اک ناخدا کے بعد
ہے ناخدائے عصر ہمارا امامِ عصرؑ
ہاں ناخدا نہیں کوئی اِس ناخدا کے بعد
شہؑ نے کہا جو لاکھ ہوں مجرم کروں معاف
نادم ہوں حُرؑ کی طرح جو اپنی خطا کے بعد
بولا اداشناسِ حقیقی کہ اے حسینؑ
ہے ہر ادا عظیم تری ہر ادا کے بعد
پہلے نہ کربلا سے کوئی کربلا ہوئی
ہوگی نہ کربلا کوئی اِس کربلا کے بعد
بولے حسینؑ اُس پہ بھرا گھر مرا نثار
کیا اور چاہیئے مجھے حق کی رضا کے بعد
یکتاؔ شفیعِ روزِ جزا جب ہیں پنجتنؑ
کیا خوفِ حشر ہو مجھے اِن کی وِلا کے بعد

اے رحمتِ خدا نہ جہانِ خطا میں ڈھونڈ
مدّاحِ اہلِ بیتؑ کو بزمِ ثنا میں ڈھونڈ
اے چشمِ نم نہ آب، دُرِ بے بہا میں ڈھونڈ
پیہم بہا بہا کے سرشکِ عزا میں ڈھونڈ
احمدؐ، علیؑ و فاطمہؑ و مجتبیٰؑ میں ڈھونڈ
حُسنِ خدا کو حُسنِ شہؑ کربلا میں ڈھونڈ
اِن میں خدا کو اور انھیں ذاتِ خدا میں ڈھونڈ
ہر حق نما کو آئینۂ حق نما میں ڈھونڈ
جب کچھ نہ تھا یہ تھے، انھیں تو اِس فضا میں ڈھونڈ
خالق کے عزمِ خلقتِ ارض و سما میں ڈھونڈ
آسوئے طور جلوہ گہہ کبریا میں ڈھونڈ
نورِ خدا جو ہوں انھیں نورِ خدا میں ڈھونڈ
یثرب میں کر تلاش، نہ بیتِ خدا میں ڈھونڈ
عزم و عمل کو ساتھ، فقط کربلا میں ڈھونڈ

اہلِ نظر جو ہو تو یہ ارض و سما بیں ہیں
یہ کس جگہ نہیں ہیں؟ فضا و خلا میں ڈھونڈ
ارض و سما، فضا و خلا کیا ہیں، تو اِنھیں
دنیائے اختیارِ بقا و فنا میں ڈھونڈ
قائم ہے یہ نظامِ خدائی اِنھیں کے ساتھ
اِن کو خدا کے ساتھ نظامِ خدا میں ڈھونڈ
ہے عالمِ جزا و سزا اِن کے ہاتھ میں
تو اِن کو اقتدارِ جزا و سزا میں ڈھونڈ
عقدے یہ کہہ رہے ہیں، علیؑ حل کریں ہمیں
عقدہ کشائیٔ ناخنِ عقدہ کشا میں ڈھونڈ
ذاتِ علیؑ کو ڈھونڈ نہ محدود وصف میں
اِن کو صفاتِ بے حد و بے انتہا میں ڈھونڈ
مولد میں حج ہو، جائے شہادت میں ہو نماز
یوں ابتدا میں اور اِنھیں انتہا میں ڈھونڈ
ہیں سو جگہ علیؑ کی ولایت کے تذکرے
دل سے تو ایک بار کتابِ خدا میں ڈھونڈ

یا تو یہ مان لے کہ علیؑ بے مثال ہیں
یا اِن کا مثل وسعتِ ارض و سما میں ڈھونڈ
زہراؑ کا کفو ہی نہ ملے گا بجُز علیؑ
اصحاب کا تو ذکر ہی کیا انبیا میں ڈھونڈ
گر صبر و شکر کی تجھے دولت کی ہے تلاش
دولت یہ تو حسینؑ کی دولت سرا میں ڈھونڈ
شبیرؑ سا دلیر و جگر دار و حق پرست
گر اولیا کی صف میں نہیں انبیا میں ڈھونڈ
پھیلی ہے آنسوؤں کے چراغوں کی روشنی
آ، اپنی شاہراہِ نجات اِس ضیا میں ڈھونڈ
تاریکیٔ گنہ درِ مجلس پہ رہ گئی
اب تو ثواب مجلسِ نور آشنا میں ڈھونڈ
یکتاؔ سلام کے لیے غم کے تاثرات
اہلِ حرم کے نوحہ و آہ و بکا میں ڈھونڈ

کس نے کہا، ہے تذکرۂ جامِ جم لذیذ
کہتے ہیں ذکرِ ساقیِ کوثر کو ہم لذیذ

دنیا کی ہر خوشی سے زیادہ ہے غم لذیذ
سارے غموں میں ہے غمِ شاہِؑ اُمم لذیذ

بڑھتی ہی جا رہی ہیں غمِ شہؑ کی لذتیں
ہوتا ہی جا رہا ہے یہ غم دم بدم لذیذ

کھاتے ہیں کس مزے سے ہر اک امرِ صدق پر
معصومؑ کی ہے سچ کے لیے ہر قسم لذیذ

پختہ جو ہیں یہ الفتِ آلِؑ رسولؐ میں
ہوں کس لیے نہ میوۂ باغِ ارم لذیذ

اشکِ غمِ حسینؑ کو آنکھیں نہ پی سکیں
ان کو کوئی بھی کہہ نہ سکی چشمِ نم لذیذ

خونِ عدو کی تجھ کو بڑی لگ گئی ہے چاٹ
کیا کافروں کا خون ہے تیغِ دو دم لذیذ

بوسہ لیا نقوشِ قدم کا جو شاہؑ کے
بولے یہ لب، ہے خاکِ نقوشِ قدم لذیذ
قربانیٔ حسنؑ کے بھی قربان جائیے
اس طرح لے کے پی لیا جیسے تھا سَم لذیذ
اکبرؑ نے رَن میں برچھی کا پَھل کھا کے یہ کہا
حق پر، نہیں ہے کھانے میں یہ پَھل بھی کم لذیذ
شہؑ نے کہا خدا کی محبّت میں کھائے ہیں
بے حد ہیں زخمِ تیغِ جفا و ستم لذیذ
بند اُن پہ کربلا میں خور و نوش ہو گیا
مِلتا جنھیں طعام بناز و نِعم لذیذ
اصغرؑ کماں سے بولے کہ خم کھینچ کے خوب کھا
معلوم ہو رہا ہے جو تجھ کو یہ خَم لذیذ
میں داستاں نویسِ غمِ اہلِ بیتؑ ہوں
کرتا ہوں داستانِ غمِ شہؑ رقم لذیذ
اُس داستانِ عشق کی لذّت نہ پوچھیے
کہہ دے جسے بہ شوق زبانِ قلم لذیذ

کاغذ مرے قلم کی زباں چاٹنے لگا
مدحِ علیؑ میں ہے وہ زبانِ قلم لذیذ

ہیں کان سب صریرِ قلم پر لگے ہوئے
ہے مدح میں صدائے صریرِ قلم لذیذ

کی ذوالفقار نے بھی پَرِ جبرئیلؑ پر
اک داستانِ ضربتِ حیدرؑ رقم لذیذ

اُف بعدِ قتلِ شاہؑ، لذائذ کئے جو ترک
کھانا نہ کھا سکے کبھی اہلِ حرمؑ لذیذ

یکتاؔ سلام کہنے میں کیا ہے مزا، نہ پوچھ
شبیرؑ کا ہے ذکر خدا کی قسم لذیذ

غمِ شبیرؑ دل میں چٹکیاں لیتا ہے رہ رہ کر
میں اس غم میں نہ کیوں روتا رہوں اشعار کہہ کہہ کر

مرے اشکوں نے بزمِ غم میں میری آبرو رکھ لی
غمِ شاہِؑ شہیداں میں یہ ایں انداز بہہ بہہ کر

غمِ شبیرؑ میں اشکوں کا دریا، اُس کی یہ موجیں
لبِ کوثر میں پہنچوں گا انھیں موجوں میں بہہ بہہ کر

مدد کو جب بھی تشریف لاتے ہیں بہ ہر مشکل
زباں پر کیوں نہ آئے پھر، علیؑ کا نام رہ رہ کر

علیؑ کا عشق غالب آئے گا میرے گناہوں پر
ابد کے روز تک اُبھرے گی میری قبر دہ دہ کر

کیا حیدرؑ پہ ہر دشمن نے ہر ہر وار دھوکے سے
کیا حیدرؑ نے ہر دشمن پہ ہر ہر وار کہہ کہہ کر

وہ کُلِّ کفر پر جب کُلِّ ایماں نے ظفر پائی
دلوں پر دشمنانِ دیں کے لوٹے سانپ رہ رہ کر

زمانے میں کہاں شبیرؑ کا ماتم نہیں ہوتا
لہو شبیرؑ کا کس جا نہیں پہنچا ہے بہہ بہہ کر

وہ بیماری کے بادل وہ گھٹائیں ظلمِ اعدا کی
ہوا تھا مضمحل شبیرؑ کا اک چاند گہہ گہہ کر

یہ صابر ابنِ صابر تھا یہ شاکر ابنِ شاکر تھا
یہ صبر و شکر کرتا تھا ہر اک بیداد سہہ سہہ کر

فرشتوں نے یہ مجھ سے قبر میں آ کر کہا یکتا
سناؤ کچھ علیؑ کی مدح میں اشعار کہہ کہہ کر

موسیٰؑ کی تو نگاہ کو چھیڑا اور ضرور چھیڑ
لیکن مری نظر کو نہ اے برقِ طور چھیڑ
ہاں چھیڑ سازِ مستی و کیف و سرور چھیڑ
اے دل تو بزم نور میں نغماتِ نور چھیڑ
اے بربطِ حیات جو ہیں عینِ زندگی
نغمات اُن کے زیست سے اتنی نہ دور چھیڑ
کر جنّتِ نجف کی بہاروں کا تذکرہ
رضواں نہ تو فسانۂ حور و قصور چھیڑ
واعظ بس اب حصولِ تمنّا کی بات کر
غیبت کا ذکر چھوڑ کے ذکر ظہور چھیڑ
منبر پہ، حق کا قصۂ فتح و ظفر سنا!
باطل کی داستانِ شکستِ غرور چھیڑ
نوکِ مژہ سے، آنسوؤں کے تار کے لیے
یہ کہہ رہا ہے پھر غمِ شہؑ کا وفور، چھیڑ

محشر میں اے مؤرّخِ تاریخِ کربلا!
آ، کربلا کی بات خُدا کے حضور چھیڑ
یکتا ہوائے عفوِ گنہ چل رہی ہے خوب
ایسے میں ذکرِ جامِ شرابِ طہور چھیڑ

مدحِ حیدرؑ کی کہیں سے بھی جو آئی آواز
وہ مری روح میں بالیدگی لائی آواز

ایک فاسق نے جو بیعت کی اُٹھائی آواز
اُٹھ کے شبیرؑ نے فوراً وہ دبائی آواز

شہؑ کے کانوں کو جو بیعت کی نہ بھائی آواز
آج تک پھر کسی جانب سے نہ آئی آواز

یا علیؑ کا جو یہاں میں نے لگایا نعرہ
یا علی کی لبِ کوثر سے بھی آئی آواز

سورۂ قُل کی لگے رند تلاوت کرنے
ان کو قُل قُل کی جو مینا نے سنائی آواز

صرف اپنوں ہی کی آواز سے مانوس ہیں ہم
اپنے کانوں میں سمائی نہ پرائی آواز

یوں اذاں خواں تو ہزاروں ہیں مگر پھر اذاں
ایک نے بھی علی اکبرؑ سی نہ پائی آواز

لاشِ عبّاسؑ پہ رو رو کے کہا یہ شہؑ نے
پھر سنا دو مجھے اپنی مرے بھائی آواز

بعدِ قتلِ شہِؑ دیں ترکِ مسرّت یہ ہوا
شہؑ کے گھر سے کبھی ہنسنے کی نہ آئی آواز

سب قریب آ گئے سننے کے لیے اُس کا سلام
اہلِ فردوس کو یکتاؔ کی جو آئی آواز

جس میں ہے نہ عجلت کا نہ تاخیر کا انداز
ہے سب سے الگ سجدۂ شبیرؑ کا انداز
بولا یہ لہو شاہؑ کا اے خوابِ براہیمؑ
مجھ میں ہے مکمّل تری تعبیر کا انداز
احمدؐ میں اور اکبرؑ میں نہیں فرق سرِ مو
جو اصل کا ہے ہے وہی تصویر کا انداز
اے حرؑ تری قسمت پہ فدا لاکھ مقدّر
ہے رشک کے قابل تری تقدیر کا انداز
لے آئی خطا حرؑ کو قریبِ شہِؑ ذیجاہ
تخریب نے بدلا جو نہی تعمیر کا انداز
حیدرؑ نے جواں مردیاں عبّاسؑ کو بخشیں
زینبؑ کو عطا کر دیا تقریر کا انداز
یکتا کے گنہ دھو دیئے مدّاحِ شہؑ نے
اللہ رے تبدیلیِ تقدیر کا انداز

ہے دُھوپ اُداس چھاؤں اُداس اور ہوا اُداس
عاشور کا ہے دن، ہے مکمّل فضا اُداس

وہ رنج و غم، ہیں آج بہت فاطمہؑ اُداس
فرطِ الم وہ ہے کہ ہیں شبّیرؑ خدا اُداس

اِس حادثہ پہ روحِ حسنؑ ہے ملول تر
اِس سانحہ پہ آج ہیں خود مصطفیٰؐ اُداس

شبّیرؑ کو ہے آج مصائب کا سامنا
سب ہیں اُداس، ہیں جو شہِ کربلاؑ اُداس

یہ سب اداس ہیں تو خدائی اُداس ہے
ہر چیز کائنات کی ہے برملا اُداس

ساقی ہے جب اداس تو رونق بھلا ہو کیا
ساقی کے ساتھ کُل کا ہے کُل میکدہ اُداس

ہیں میکشانِ بادۂ مدحت بھی نوحہ خواں
ماتم کی رونقیں ہیں، خوشی کی فضا اُداس

ساحل بھی مضمحل ہے تو موجیں بھی سُست
کشتی رُکی ہوئی ہے کہ ہے ناخدا اُداس
یکتا رہیں اُداس یہ دونوں جہاں یونہی
شبیّر کا نہ ہو کبھی ماتم کدہ اُداس

کروں کچھ مُدعا پانے کی کوشش
نجف اور کربلا جانے کی کوشش

رُخِ باطل پہ دو بڑھ کر طمانچہ
کرو یوں حق کو اُجلانے کی کوشش

غمِ شبیرؑ میں لذّت ہے بے حد
کرو بس شہؑ کا غم کھانے کی کوشش

کرو آلِ محمدؐ سے محبّت
کرو جنّت کے اپنانے کی کوشش

چلو شبیرؑ کے نقشِ قدم پر
کرو جینے کو، مر جانے کی کوشش

رہِ مدحت میں یہ جی چاہتا ہے
کروں حد سے گذر جانے کی کوشش

مگر حد ہو گذرنے کی تو گذروں
عبث مدحت کی حد پانے کی کوشش

مری اے چشمِ تر توشہؑ کے غم میں
کیئے جا اشک برسانے کی کوشش

عدو کرتے رہے سبطِ نبیؐ پر
بہر صورت ستم ڈھانے کی کوشش

اِدھر کوشش نمازِ آخری کی
اُدھر سے تیر برسانے کی کوشش

بہت فرمائی عباسؑ جری نے
وہ مشکِ خشک بھر لانے کی کوشش

نہ ابنِ سعد کی حُرؑ نے سُنی بات
بہت کی اس نے بہکانے کی کوشش

وہ ٹکراتی ہیں سرِ ساحل پہ موجیں
ہے پیاسوں تک پہنچ جانے کی کوشش

غمِ اولاد میں بنتِ علیؑ نے
بہت کی ضبط فرمانے کی کوشش

میں یکتا جاکے دربارِ نجف میں
کروں بخشش کے پروانے کی کوشش

شہؑ کے تھا انصار میں ہر ایک شہبازِ خلوص
تھی وفا کے عرش تک ہر اک کی پروازِ خلوص

تھا نہاں ہر سازِ حق میں جیسے اعجازِ خلوص
ایک ہی ہر ساز سے آتی تھی آوازِ خلوص

کون تھا اِن کے علاوہ زمزمہ سازِ خلوص
دی اذاں اکبرؑ نے رَن میں بھی بہ اندازِ خلوص

دل میں تھا ایک ایک کے عشقِ خدا کا سوز و ساز
ساز میں سُوزِ خلوص اور سوز میں سازِ خلوص

کر کے اظہارِ ندامت ہو گئے آ کر شہید
کتنا خوش انجام تھا حُرؑ کا یہ آغازِ خلوص

دینِ حق پر جان دینے سے یہ ظاہر ہو گیا
دل میں اِن سب کے تھا پوشیدہ فقط رازِ خلوص

مَشک لے کر چل پڑے فوراً ہی عبّاسؑ جری
کیا کہا اِن سے سکینہؑ نے بہ اندازِ خلوص

ایک سجدہ بھی نہیں اُس ایک سجدے کا جواب
جو ادا شہؑ نے کیا رَن میں بہ اندازِ خلوص
اِن کے سر بعدِ شہادت بھی تھے نیزوں پہ بلند
سر بلند اس طرح رہتے ہیں سرافرازِ خلوص
اب تو ریحانؔ کا یہ کہنا ہے کہ بس عجلت کے ساتھ
کربلا لے چل مجھے اے میری پروازِ خلوص

اللہ رے یہ رونق میخانۂ اخلاص
ہر منہ کے ہے سامنے پیمانۂ اخلاص

بیکار ہے یہ دستِ ریاکار کی تسبیح
جس میں نہیں اک نام کو بھی دانۂ اخلاص

جز مدح کے اشعار کے یہ آپ کا مدّاح
کیا پیش کرے آپ کو نذرانۂ اخلاص

دل میں ہی نہ طاقت ہے نہ قدرت ہے زباں میں
شبیرؑ کا دہراؤں جو افسانۂ اخلاص

اخلاص کا اظہار کیا حرؑ نے جو آ کر
شہؑ نے اسے فوراً دیا پروانۂ اخلاص

وہ شمعِ حسینؑ ابن علیؑ ہی تھی کہ جس پر
قربان بہتّر ہوئے پروانۂ اخلاص

یکتا یہ پیام آئے گا اک روز نجف سے
ہے تیرے لیے وا، درِ کاشانۂ اخلاص

ہے زیادہ سے غرض ہم کو نہ کچھ کم سے غرض
ہو بہر صورت غمِ شہؑ ، ہے ہمیں غم سے غرض
مجھ کو مجلس سے تعلق چشمِ پُرنم سے غرض
میرے سینے اور ہاتھوں کو ہے ماتم سے غرض

کیا غمِ شبیرؑ میں مجھ کو کسی سے واسطہ
ہوں میں جس عالم میں بھی اپنے اُس عالم سے غرض

یوں تو پورے سال روتے ہیں غمِ شبیرؑ میں
ہے خصوصاً رونے والوں کو محرّم سے غرض

آبِ کوثر بھی ملے گا جائیں گے کوثر پہ جب
صرف وابستہ نہیں ہے آبِ زم زم سے، غرض

ظلم ڈھالو خوب اعدا سے یہ کہتے تھے حسینؑ
کچھ تمہاری بھی پڑے گی حشر میں ہم سے غرض

شہؑ یہ بولے، ظلم سب اہلِ حرم پہ مت کرو
بیَر ہے مجھ سے تو رکھو بس مرے دَم سے غرض

بولے عابدؑ غم میں بابا کے میں رکھتا ہوں مدام
گریہ و اشکِ مسلسل، آہِ پیہم سے غرض

نام پر شہؑ کے پئے تعظیم کیوں سر ہو نہ خم
سر کو یکتا کے، عقیدت میں ہے، اِس خم سے غرض

کب نہیں ہے اِس دلِ مدّاح کو حیدرؑ سے ربط
ہے براہِ راست دل کا نفسِ پیغمبرؐ سے ربط

والہانہ ہے مرے دل کو دلِ حیدرؑ سے ربط
اس طرح بالواسطہ ہے قلبِ پیغمبرؐ سے ربط

کیوں نہ پھر اُس کا ہو خُم سے شیشہ و ساغر سے ربط
جس کا قائم ہو ازل سے ساقیِ کوثر سے ربط

اُس جبیں کی قسمتِ بیدار، اللہ غنی
جس جبیں نے کر لیا قائم درِ حیدرؑ سے ربط

ہیں شبِ ہجرت رسولِ حق کے بستر پہ علیؑ
سو رہے ہیں، اُس پہ بھی قائم ہے پیغمبرؐ سے ربط

جلوہ ہائے روئے حیدرؑ میں نہ میں کیوں گم ہوں
ہے مری چشمِ تصوّر کا رُخِ حیدرؑ سے ربط

بس یہ کہنے کو لبِ کعبہ کھلے بنتِ اسد
آؤ پیدا کر لیا ہم نے نئے اک در سے ربط

ایک ادنیٰ معجزے پر ہی نصیری مر مٹے
کر لیا قائم خدائی سطح پر حیدرؑ سے ربط

یہ تقاضائے خرد بھی ہے کہ پیدا کیجئے
داورِ محشر سے پہلے شافعِ محشر سے ربط

ہاں ارم اُس کا ہے خُلد اس کا ہے جنّت اُس کی ہے
کربلا کی جس کا ہے فردوسِ خوش منظر سے ربط

آنے والے ہیں پھر ایّام عزائے شاہؑ دیں
دیدۂ گریاں بڑھا پھر آستینِ تر سے ربط

شاہِ دیں آپ آئیں تو - یہ دیدہ و دل فرشِ راہ
نقشِ پا کا آپؑ کے ہو گا ہمارے سر سے ربط

کم نہیں آنکھیں صدف سے کم نہیں گوہر سے اشک
اور ہوتا ہے صدف کا فطرتاً گوہر سے ربط

کیوں نہ دنیا بھر بھلا یوں گوش بر آواز ہو
داستاں شبیرؑ کی رکھتی ہے دنیا بھر سے ربط

کھنچ کے آجاتی نہ کیوں پاس ان کے دنیائے وفا
ہے وفا کا خاص عبّاسِ وفا پرور سے ربط

حضرتِ قاسمؑ نے ہر بیٹے کو کر کے اُس کے قتل
بڑھ کے ارزق سے کیا قائم کڑے تیور سے ربط

ربط اک بد کار سے سب اہلِ باطل کا رہا
حامیانِ حق بہتّر کا رہا بہتر سے ربط

یوں گہیں آئے اُس کے سورج اُس کے تارے اُس کے چاند
جس گھرانے کا ہو خورشید و مہ و اختر سے ربط

کارواں بھٹکے ہوئے منزل پہ جا پہنچیں ابھی
یہ کریں قائم اگر یکتا مرے رہبر سے ربط

رہے کوئی تو بتاؤ امر ہے کہاں محفوظ
ستم سے جب نہ زمیں ہے نہ آسماں محفوظ

بھری بہار پہ حملے خزاں کے ہوتے ہیں
خزاں سے رہ نہ سکا کوئی گلستاں محفوظ

رہِ حیات میں لٹتے ہیں قافلے سرِ راہ
نہ کارواں نہ کوئی میرِ کارواں محفوظ

ہو جاں کنی، کہ فشارِ لحد، کہ دوزخ ہو
ہے ہر عذاب سے حیدرؑ کا مدح خواں محفوظ

یزید دیکھ شہیدانِ کربلا کے مزار
زمیں پہ ہیں یہ ترے ظلم کے نشاں محفوظ

جو منعقد غمِ شبیرؑ میں ہوئی مجلس
نہ سوگوار کے دل میں رہی فغاں محفوظ

حسینؑ کا ہے ہر اک اشک میں فسانۂ غم
حسینؑ کی ہے ہر اک دل میں داستاں محفوظ

وہ ایک تیر کماں سے جو حُرملا کے چلا
نہ اس سے رہ سکا اصغر سا بے زباں محفوظ
اُسی مقام کا ہے نام کربلا یکتا
کہ جس جگہ پہ نہ تھی اہلِ حق کی جاں محفوظ

جو خلافِ غمِ شاہِ شہدا ہے واعظ
منحرف شاہِ امم سے وہ ہوا ہے واعظ
غم میں شبیرؑ کے جو آہ و بکا ہے واعظ
اک عبادت کی طرح اُس کی جزا ہے واعظ
جو غمِ شہؑ میں یہاں محوِ بکا ہے واعظ
اُس کی قسمت میں وہاں خلد لکھا ہے واعظ
ہم علیؑ کے ہیں محب کیا یہ خطا ہے واعظ؟
کیا اِسی واسطے تو ہم سے خفا ہے واعظ؟
اُس میں بس شوقِ جزا خوفِ سزا ہے واعظ
ہم نے سو بار ترا وعظ سنا ہے واعظ
تو نے تاریخ کو کیوں مسخ کیا ہے واعظ
دیکھ وہ تجھ کو خدا دیکھ رہا ہے واعظ
میرے نزدیک حقائق سے بہت دور ہے یہ
تیرے نزدیک کہا تیرا، بجا ہے واعظ

حرصِ منبر ہے تجھے جس کے سبب جس کے لئے
عاشقِ جُبّہ و دستار و عصا ہے واعظ

صاحبِ زر بھی ہے خوش خور بھی خوش پوش بھی ہے
عیشِ دنیا میں تو پھل پھول رہا ہے واعظ

عشرتِ خانہ میسّر ہے شب و روز تجھے
وعظ کے بعد تجھے کام ہی کیا ہے واعظ

کچھ تجھے علم بھی ہے؟ ہنس تو رہا ہے، ہنس لے
اُس کو رونا بھی پڑا ہے جو ہنسا ہے واعظ

تیرے چہرے پہ عقیدت کے کہاں ہیں جلوے
تیرے رخ پر تو فقط حُسنِ ریا ہے واعظ

فرقہ وارانہ تنفّر کا ہے سہرا ترے سر
گُل یہ تیرے ہی کھلانے سے کِھلا ہے واعظ

میرے جتنے بھی ہیں رہبر وہ ہیں سب عُقدہ کُشا
تیرا رہبر بھی کوئی عُقدہ کُشا ہے واعظ

جس نے پلٹا لیا سورج کو بیک جنبشِ چشم
رہنما میرا وہ اعجاز نما ہے واعظ

جب علیؑ مظہرِ اوصافِ خدا ہیں تب تو
اِس نصیری نے خدا اپنا کہا ہے واعظ
جان دینے کے لیے حق پہ نکلے ہیں شبیرؑ
حق تو یہ ہے کہ یہی حق کی رضا ہے واعظ
امتحاں جیسا حسینؑ ابن علیؑ دے گزرے
امتحاں ایسا کسی نے کبھی دیا ہے واعظ
کربلا نام ہے جس شہر بلا کا وہ شہر
امتحاں گاہِ شہیدانِ وفا ہے واعظ
خون سے اس کو شہیدوں نے بنایا ہے چمن
کربلا گلشنِ صد خُلد فضا ہے واعظ
نکتہ چینی غمِ شبیرؑ پہ کر شوق سے کر
دَر ترے واسطے دوزخ کا کھُلا ہے واعظ
زندگی کے لیے مرتا ہے علیؑ پر میت
ان پہ مرنے ہی میں جینے کا مزا ہے واعظ

جو کہہ رہی ہے یہ مجلس کہ ہو سلام شروع
پڑھو درود، کروں مدحتِ امامؑ شروع

بنامِ ساقیِ کوثر ہو دَورِ جام شروع
کرو یہ رسم بہ کیفیّتِ تمام شروع

ہوا کہیں یہ جو ذکرِ غمِ امامؑ شروع
تو چشمِ نم نے کیا میری اپنا کام شروع

جو ہو بیانِ رُخِ شاہؑ کا صبح سے آغاز
تو ذکرِ گیسوئے شہؑ ہو بوقتِ شام شروع

غدیرِ خُم ترے اُس دَورِ مے کا کیا کہنا
جو دَورِ مے کا ہوا بعدِ اذنِ عام شروع

وہاں سے سہل ہوئی منزلِ نجات کی راہ
ہیں رہبروں کے جہاں سے نقوشِ گام شروع

سمجھ کے معنی پڑھی شیخ نے نہ بسم اللہ
کلامِ حق بھی کیا تو برائے نام شروع

سوائے مجلس و ماتم کے اور رونے کے
کرو نہ ماہِ محرّم میں کوئی کام شروع
جنابِ فاطمہؑ آتی ہیں مجلسِ غم میں
یہ ختم ہو بہ ادب، ہو بہ احترام شروع
امامؑ آگئے، پہلے ادا ہو رسمِ سلام
ہو قبلِ مرثیہ اے ذاکرو سلام شروع
یہاں سے چل کے پہنچنا گگھن کی منزل تک
سفر مدینے سے کر اے مہِ تمام شروع
تمام اہلِ مدینہ میں مچ گیا کہرام
کیا جو شاہؑ نے چلنے کا انتظام شروع
ہر اک طرف سے صدا الاماں کی آنے لگی
کیا حسینؑ نے بڑھ کر جو قتلِ عام شروع
ارادۂ سفرِ کربلا ہے گر یکتا
تو فکر کیا ہے کرو اس کا اہتمام شروع

اگر فلک کے ستارے ہیں کہکشاں کی متاع
تو میرے اشک بھی ہیں غم کے آسماں کی متاع

اذاں تھی رَن میں جو اکبرؑ سے نوجواں کی متاع
تو مثلِ گُل تھے یہ گلدستۂ اذاں کی متاع

ہمارے پاس ہے سرمایۂ غمِ شبیرؑ
کہ جس کے سامنے ہے ہیچ دو جہاں کی متاع

جبیں نواز ہے بے انتہا خدا کی قسم
وہ خاکِ شہؑ کے ہے جو سنگِ آستاں کی متاع

ازل سے تابہ ابد ہے فقط حسینؑ کا نام
فسانۂ الم و غم کی داستاں کی متاع

کہاں مدینہ کہاں کربلا کا دشتِ بلا
کہاں پہ جا کے لٹی ہے بھلا کہاں کی متاع

لٹی ہے جیسے متاعِ حسینؑ منزل پر
لٹے نہ ایسے کسی میرِ کارواں کی متاع

متاعِ لٹنے کو زینبؑ کے پوچھیئے دل سے
کہ صرف ہے تو ہے اولاد ایک ماں کی متاع

سوالِ آب کیا اپنی بے زبانی سے
کہ تھی یہی علی اصغرؑ سے بے زباں کی متاع

نہ لوٹو یوں اِنھیں زینبؑ نے ظالموں سے کہا
ہیں اہلِ بیتؑ، محمدؐ کے گُلِستاں کی متاع

ہے مدحِ شہؑ کے سوا میرے پاس کیا یکتاؔ
ہے شہؑ کی مدح فقط شہؑ کے مدح خواں کی متاع

کب گن سکا ہوں کہہ جو سکوں ہیں ہزار داغ
دل میں غمِ حسینؑ کے ہیں بے شمار داغ

اے دل نہ ماند ہوں یہ کبھی پُر بہار داغ
بلکہ یہ اَور پاتے رہیں کچھ نکھار داغ

ہیں جو غمِ حسینؑ کے باغ و بہار داغ
ہوں گے یہی لحد میں مری جلوہ بار داغ

گلہائے لالہ مانگیں اگر مُستعار داغ
دیدوں میں اپنے دل کے بہتّر ہزار داغ

بنجائیں گے جو ہمسرِ گلہائے باغِ خلد
لے کر چلا ہوں دہر سے وہ شاہکار داغ

ایسے کچھ اَور دیدے بنامِ غمِ حسینؑ
اِس دل کو میرے اے مرے پروردگار داغ

یہ داغ میرے خانۂ دل کے چراغ ہیں
اِس دل میں ضوفگن ہیں تجلّی شعار داغ

وجہِ سکونِ دل ہیں یہ وجہِ قرارِ دل
اللہ تا ابد یہ رہیں برقرار داغ

اے شیخ یہ ہمارے مقدر کی جیت ہے
رکھتے ہیں ہم جو دل پہ یہ قیمت سنوار داغ

کہتا ہے اب یہ میرے دلِ داغدار کا
اب تا ابد ہیں میرے گلے کا یہ ہار داغ

رشکِ بہارِ خُلد و ارم بن گیا ہے دِل
کتنا بڑھا رہے ہیں یہ دل کا وقار داغ

ہیں سجدہ گاہِ خاکِ شفا کا لیے ہوئے
ماتھے پہ اے خدا ترے سجدہ گزار داغ

سینہ زنوں کے سینوں سے ہو ہو کے آشکار
کتنے چمک رہے ہیں سرِ رہگزار داغ

تھے شہؑ کے دل پہ قاسمؑ و عباسؑ ہی پاس
عونؑ و محمدؑ، اکبرؑ و اصغرؑ کے چار داغ

یکتاؔ کے داغِ دل بھی ہیں یکتا و منفرد
اے چاند اِن پہ اپنا یہ صدقے اُتار داغ

یہ آرزو ہے کروں خانہ خدا کا طواف
مدینہ و نجف و خلدِ کربلا کا طواف

وہ جو علیؑ ولیِ خدا کا مولد ہے
ہر اک پہ فرض ہے جس خانہ خدا کا طواف

رہِ حیات میں ہے رہرو رہِ حق و وفا
قدم قدم پہ کرو شہ کے نقشِ پا کا طواف

بنی ہوئی ہے جو مرکز خدا کی رحمت کا
ثواب کیوں نہ ہو اُس قبرِ حق نما کا طواف

غمِ حسینؑ میں برپا ہوئی اگر مجلس
کیا فرشتوں نے کاشانۂ عزا کا طواف

جو بہہ کے آنکھ سے دامانِ غم پہ آ پہنچا
کیا نظر نے ہر اس اشکِ بے بہا کا طواف

وہ شب، کہ بہرِ تحفظ کیا تھا زینبؑ نے
ہر ایک خیمۂ شبیرؑ بے نوا کا طواف

میں بار بار بھلا کیوں نہ اُس کے گرد پھروں
کیا ہو جس نے مزارِ شہِ ہُدا کا طواف
کیا ضریح کا رو رو کے جس نے اے یکتا
ہوا قبول ہر اُس صاحبِ عزا کا طواف

خوشا نصیب، یہ میرے کلام کے اَوصاف
ہیں لفظ لفظ میں بارہ امامؑ کے اَوصاف
علیؑ نے پائے ہیں خیر الاَنامؐ کے اوصاف
جو ہیں نبیؐ کے، وہ قائمؑ مقام کے اوصاف

بیان کرنے کو بیٹھے جو کوئی اے ساقی
بیان کر نہ سکے تیرے جام کے اوصاف
ہیں جبکہ جرعۂ اوّل کے وصف لامحدود
تو ہوں گے کتنے بھلا دُردِ جام کے اوصاف

کہاں سے لاؤ گے تم تابِ دید اے موسیٰ
جھلک جھلک میں ہیں حُسنِ تمام کے اوصاف
یہ کاظمین، یہ مشہد، یہ کربلا، یہ نجف
ہیں رشکِ خلد و ارم ہر مقام کے اوصاف

جہاں میں سب پہ ہیں ظاہر یزید کے سب عیب
عیاں ہیں سب پہ شہِ تشنہ کام کے اوصاف

ہے اِن کی ذات تو پھر ذات، ذاتِ والا صفات
ہوئے نہ ختم کبھی انؑ کے نام کے اوصاف
کوئی شہید ہی بتلا سکے گا اے یکتا
کہ کس قدر ہیں شہادت کے جام کے اوصاف

میں ہوں جنّت کا نہ ہوں خُلد و اِرم کا مشتاق
ہوں نگاہِ کرمِ شاہِ اُمم کا مشتاق
میرا دامن ہے اگر دیدۂ نم کا مشتاق
ہے ہر اک اشک مرا دامنِ غم کا مشتاق
اہلِ باطل تھا ہر اک دام و درم کا مشتاق
اہلِ حق میں تھا ہر اک حق کے علَم کا مشتاق
ایسا رہرو نہ بھلا کیسے ہو گم کردۂ راہ
رہنما کے جو نہ ہو نقشِ قدم کا مشتاق
بہرِ خوشنودیٔ حق دشتِ بلا میں آ کر
ہے محمدؐ کا پسرؑ ظلم و ستم کا مشتاق
جاں نثارانِ شہؑ دیں میں سے ایک ایک کے بعد
تھا ہر اک بہرِ وغا اذن و علَم کا مشتاق
اس طرح بیٹوں کے بعد ازرقِ شامی آیا
جیسے یہ بھی تھا بہت ملکِ عدم کا مشتاق

کربلا ہی کی طرف سب کی لگی تھیں آنکھیں
تھا ہر اک اہل ارم شاہدِ غم کا مشتاق
دست بستہ جو شہہ دیں کے حضور آ پہنچا
سر بہ خم حُر ہے شہِ دیں کے کرم کا مشتاق
ہے یقیں ہوگی زیارت کہ ہے دل سے یکتا
روضۂ مالکِ فردوس و ارم کا مشتاق

یہ ہے روزِ شہادت سے غمِ شہ کا اثر اب تک
کہ آتے ہیں گہن ہیں ہر برس شمس و قمر اب تک

ہوئے ہیں معرکوں کے وقت پر ہی شش جہت حیراں
ہے ششدر زورِ حیدرؑ پر مگر خیبر کا در اب تک

ہیں صفّین و اُحد، بدر و حنین و خندق و خیبر
علیؑ کی نذر میں ہر ہر صفحۂ تاریخ پر اب تک

بڑے سے بھی بڑے غم کو بھلا دیتی ہے یہ دنیا
مگر شبیرؑ ترے غم میں ہے یہ نوحہ گر اب تک

نہیں چھوٹا یہ دھبہ آج تک انساں کے دامن سے
لہو سے دامنِ انسانیت ہے تر بتر اب تک

بھگو دیتی ہے داماں زمیں شبنم کے اشکوں سے
بہاتی ہے فضا آنسو برابر رات بھر اب تک

فلک نے چن لیئے سب اپنے دامن کے سجانے کو
ہمارے آنسوؤں کے بن چکے جتنے گہر اب تک

بوقتِ عصرِ عاشورے کو تازہ خوں اُبلتا ہے
شہادت کے ہے دن سے خاکِ مقتل خوں میں تر اب تک
ہوئے کہتے ہوئے دنیا کو تیرہ سو برس یکسرؔ
ادھوری ہے یہ پھر بھی داستانِ مختصر اب تک

مرا ذہن رسا پہنچا جہاں تک
نہ اوروں کا وہاں پہنچا گماں تک
پہنچ ہے اُف خزاں کی بھی کہاں تک
یہ جا پہنچی نبیؐ کے گلستاں تک
نہ پہنچا کوئی شہؑ کے امتحاں تک
کوئی یوں ظلم سہتا بھی کہاں تک
مدینے سے بہت ہے کربلا دُور
سفر شہؑ کا کہاں سے تھا کہاں تک
ہمیں بعد محمدؐ ہے، علیؑ سے
عقیدت کا تعلق ہے جہاں تک
بھروسہ کر کے شہؑ آئے تھے جن پر
ہوئے نامہرباں وہ مہرباں تک
وہ اک قتلِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے
کہ خوں رویا ہے جس پر آسماں تک

کوئی بھی داستانِ غم نہ پہنچی
شہیدِ کربلا کی داستاں تک
وہ اکبرؑ کی اذاں! اللہ اکبر
خود اب تک یاد کرتی ہے اذاں تک
وہاں تک ہے غمِ شبیرؑ کی حد
ہے یکتا دو جہاں کی حد جہاں تک

کب ہیں امامؑ اور پیمبرؐ الگ الگ
ہیں ایک نور کے تنِ اطہر الگ الگ

ہیں میرے اور شیخ کے رہبر الگ الگ
راہیں جدا جدا سرِ محشر الگ الگ

ممدوح ایک اور سخنور الگ الگ
ملتے ہیں پھر بھی مدح کے گوہر الگ الگ

سچ ہے نہیں علیؑ کے فضائل کی انتہا
سب لکھ رہے ہیں کب سے برابر الگ الگ

کرتے ہیں روئے پاکِ شہِ دیں سے کسبِ نور
مہر و مہ کواکب و اختر الگ الگ

تسنیم و سلسبیل ہوں یا کوثر و لبن
سب میں مئے طہور ہے ساغر الگ الگ

رو کر غمِ حسینؑ میں دامن پہ دیکھیے
آنسو الگ الگ ہیں کہ گوہر الگ الگ

اک حوصلے کی بات ہے طاقت کی اک دلیل
اکبرؑ کی لاش اور درِ خیبر الگ الگ

اک اک جری سے مِل کے لڑی وہ تمام فوج
کُل فوج سے لڑے یہ بہترؑ الگ الگ

زینبؑ کے لال خیمے سے نکلے تھے ساتھ ساتھ
لیکن لڑے یہ رَن میں برادر الگ الگ

تھی صرف موت ہی نہ دلیروں کی معترف
شاہد تھے دشمنوں کے تَن و سَر الگ الگ

یکتا تنِ حسینؑ پہ جتنے لگے تھے زخم،
اتنے ہی داغ ہیں مرے دل پر الگ الگ

نہیں شبیرؑ کا آخر کہاں سوگ
ہے اِن کا از زمیں تا آسماں سوگ

ہیں ذرّوں سے فزوں افسردہ تارے
یہاں سے بھی زیادہ ہے وہاں سوگ

ہے شہؑ کے غم میں دنیا کی ہر اک چیز
کہ ہوتا ہے ہر اک شئے سے عیاں سوگ

فنا شبیرؑ کے غم کو نہیں ہے
یہ لایا ہے حیاتِ جاوداں سوگ

لباسِ ماتمی پہنا ہے سب نے
مناتا ہے ہر اک پیر و جواں سوگ

ہر اک گھر میں ہے غمخوارانِ شہؑ کے
بصد نالہ بصد آہ و فغاں سوگ

گلستاں میں خزاں ہے نام جس کا
وہ ہے شہؑ کا دُرونِ گلستاں سوگ

کیا ہے قتل سردارِ جناں کو
منائیں کیوں نہ پھر اہلِ جناں سوگ
ہمیں تو بخشوائے گا یہی غم
بھلا یہ جائے گا کب رائیگاں سوگ
بہر عنواں، بہر فقرہ، بہر لفظ
مناتی ہے خود ان کی داستاں سوگ
مناتے ہی رہیں گے ہم تو یکتاؔ
یونہی شاہ کا بصد اشکِ رواں سوگ

ہے مدحتِ حیدرؑ مرے کردار میں شامل
اظہارِ ثنا جذبۂ اظہار میں شامل

سمجھو کہ کوئی حاصلِ گفتار نہیں ہے
گر نام، علیؑ کا نہیں گفتار میں شامل

پی پی کے مئے الفتِ حیدرؑ جو ہوا مست
بس وہ ہی ہوا طبقۂ ہشیار میں شامل

بخشش کی ہو کیا فکر، کہ جب مژدۂ بخشش
ہے تذکرۂ حیدرِؑ کرّار میں شامل

کعبہ نے کہا مادرِ مولودِ حرم سے
آؤ ہے نیا در مری دیوار میں شامل

میں ڈوب کے کیسے نہ غمِ شہؑ میں کروں فکر
ہے فکرِ غمِ شہؑ مرے افکار میں شامل

وعدے کی وفا، الفتِ حق، شوقِ شہادت
ہر چیز تھی عزمِ شہِؑ ابرار میں شامل

آئی جو سمجھ میں حق و باطل کی حقیقت
حُر آکے ہوا شاہؑ کے انصار میں شامل
تھا آخری ناصر شہِؑ دیں کا علیؑ اصغر
ششماہا مجاہد بھی تھا پیکار میں شامل
یوں قتل کیے شہؑ نے ہر اک وار میں سو سو
جیسے کہ تھے سو وار ہر اک وار میں شامل
معراج عطا شہؑ نے ہر اک رمز کو کر دی
جو رمز بھی تھا عشق کے اسرار میں شامل
روتے ہیں یہ بے حرمتیٔ اہلِ حرم پر
اک یہ بھی ہے غم گریۂ بیمار میں شامل
محشر سے نہ ڈر تو کہ ترا نام تو یکتا
ہے مدح نگارانِ حق آثار میں شامل

ہے سرورِ دیں سیدؑ مظلوم کا ماتم
دنیا میں ہے یہ پانچویں معصومؑ کا ماتم
شبیرؑ کا ماتم ہے بپا دونوں جہاں میں
کیا اور کسی کا بھی ہے اس دھوم کا ماتم
اک دن میں ہی ٹکرا گیا جو لاکھ غموں سے
ہے یہ اُسی رنجور کا مغموم کا ماتم
ماتم ہے یہ اکبرؑ کا یہ عباسؑ جری کا
ہے قاسمؑ لختِ دلِ مسموم کا ماتم
ہاں عونؑ و محمدؑ کا یہ ماتم ہے ہر اک سو
ہر سمت ہے یہ اصغرؑ معصوم کا ماتم
لکھ دے مری تقدیر میں تو ماتمِ شبیرؑ
دیدے مجھے یارب مرے مقسوم کا ماتم
محروم جو پانی سے رہا تین شب و روز
یکتا یہ بپا ہے اسی محرومؑ کا ماتم

رنج و غمہائے امام انس و جاں کیونکر کہوں
اے زمیں کیونکر کہوں اے آسماں کیونکر کہوں
ساتھ جب میرا نہ دے میری زباں کیونکر کہوں
اے مرے دل کربلا کی داستاں کیونکر کہوں

کارواں کے ساتھ اپنے، دینِ حق کی راہ میں
لٹ گیا کس طرح میرِ کارواں کیونکر کہوں

وہ حسینؑ ابنِ علیؑ فرزندِ فخرِ کائنات
اس کا دشمن ہوگیا سارا جہاں، کیونکر کہوں

میہماں اُس کو بلا کر کربلا میں اُس کے ساتھ
کیسے پیش آیا ہر اُس کا میزباں کیونکر کہوں

جو کہ تھا مختار، دینِ احمدِ مختار کا
ہائے اس مختار کی مجبوریاں کیونکر کہوں

باپ کی آنکھوں کے آگے اکبرؑ ذی جاہ سا
مرگیا کھا کر سناں کڑیل جواں کیونکر کہوں

حُرملا کے تیر سے پہلو نے شہ کی گود میں
کس طرح چھیدا گلوئے نیم جاں کیونکر کہوں
کس کو کانٹوں پر چلایا پا برہنہ شام تک
کس کو پہنائی گئی ہیں بیڑیاں کیونکر کہوں
اُس گلے میں جس کی شہ رگ شہ رگِ اسلام تھی
کیا قیامت خیز تھا طوقِ گراں کیونکر کہوں
لاغری ہیں ہائے پُشتِ عابدؑ بیمار پر
کس قدر تھے تازیانوں کے نشاں کیونکر کہوں
کہتے تھے سجادؑ یاد آتی ہے اکبرؑ کی اذاں
آخری وہ رَن میں اکبرؑ کی اذاں، کیونکر کہوں
حضرتِ زینبؑ، کہ جو تھیں دخترِ مشکل کشا
اُن کے بازو پر نشانِ ریسماں کیونکر کہوں
دل نہیں قابو میں یکتا واقعات دل گداز
کہنے دیتی ہی نہیں اب ہچکیاں، کیونکر کہوں

اس کا جو حق ہے قصاصِ کربلا ایسا تو ہو
خوں بہا ہے جس کی خاطر خوں بہا ایسا تو ہو
کھے رہا ہے حق کی کشتی جو لہو میں ڈوب کر
با خدا ایسا تو ہو، ہاں ناخدا ایسا تو ہو
جس میں پہلے ہی قدم سے منزلِ مقصود تک
راستی ہی راستی ہو راستا ایسا تو ہو
جس کے اک پرتو سے ہو نورِ محمدؐ آشکار
نورِ حق سے آمنہؑ کا سامنا ایسا تو ہو
اہل ایماں کیوں تولّا کا کسی کے دم بھریں
نو دِ علیؑ، منصب ولی۔ بہرِ ولا ایسا تو ہو
بت شکن، خیبر کُشا۔ محرابِ کعبہ کا چراغ
حق نما، معجز نما۔ قبلہ نما ایسا تو ہو
اللہ اللہ عرش تک پہنچا نبیؐ کے دوش پر
کہہ اٹھی مہرِ نبوّت نقشِ پا ایسا تو ہو

جو الٹ دے یک بیک تاریخِ عالم کا ورق
انقلابِ ذہنیت اے کربلا ایسا تو ہو
ایک مٹھی میں ہے دنیا ایک مٹھی میں ہے دین
جو دو عالم کا ہو مالک بے نوا ایسا تو ہو
منتظر ہو آیۂ تطہیر جس کا عرش پر
جانِ زہرًا خامسِ آلِ عبا ایسا تو ہو
اے زمینِ کربلا! اے جذبۂ صبر و رضا!
دو جہاں جھک جائیں اک سجدہ ادا ایسا تو ہو
کہہ اٹھا یکتا سے یہ رضواں سنا جب یہ سلام
واقعی یکتا ہے تو ذہنِ رسا ایسا تو ہو

بہے جو ہیں بار بار آنسو
نہ کر سکے ہم شمار آنسو
مسلسل، آنکھوں سے ہیں یہ جاری
رواں ہیں بے اختیار آنسو
تمہاری مظلومیت پہ مولاؑ!
بہائیں گے سوگوار آنسو
یہ حاصلِ زندگی ہے رونا
ہیں نازشِ روزگار آنسو
بہیں جو سبطِ نبیؐ کے غم میں
زہے وہ، پر وردگار آنسو
مثالِ گوہر پرو لیے ہیں
نہیں یہ پلکوں پہ بار آنسو
نہ کر سکیں گے جو ضبط رونا
بہائیں گے دلفگار آنسو

ملے کسی کو جو غم کی دولت
میسّر اس کو ہزار آنسو
ہے آنسوؤں کا شعار بہنا
نہ چھوڑیں اپنا شعار آنسو
ہر اشکِ غم بن گیا ہے گوہر
بہے ہیں لے کر نکھار آنسو
اسی قدر آبرو ہے اُن کی
ہوں جس قدر آبدار آنسو
جہانِ رنج و الم میں ہیں یہ
بصورتِ شاہکار آنسو
یہ موسم اور فصلِ غم ہیں کتنی
دکھا رہے ہیں بہار آنسو
یہی وہ آنسو ہیں جن کو کہیے
کہ ہیں بہت خوشگوار آنسو
مرا ہے نذرانۂ عقیدت
امامؑ عالی وقار آنسو

ہیں میری آنکھوں سے تا بہ دامن
قطار اندر قطار آنسو
ہمیشہ نکلے ہیں چشم غم سے
یہ بن کے غم کا خمار آنسو
جو دیکھا رومالِ فاطمہؑ کو
مچل پڑے بیقرار آنسو
بنامِ اکبرؑ بنامِ اصغرؑ
بہا و زار و قطار آنسو
تمہارا بگڑے گا کچھ نہ اس میں
اگر بہالو گے چار آنسو
یہ لیں گے بخشش کا بلکہ ذمّہ
کریں گے بیڑا یہ پار آنسو
مرے تو بیکتا ! یہ شہؑ کے غم میں
کبھی نہ مانیں گے ہار آنسو

حق نے بھیجا ہے انھیں اپنا بنا کر آئنہ
آئے ہیں اللہ کا بن کر پیمبرؐ آئنہ
احمدِؐ مرسل کے رُخ کا روئے حیدرؑ آئنہ
کون ہو سکتا تھا اس کا اِس سے بہتر آئنہ
ہیں سراپائے رسولِؐ حق کا اکبرؑ آئنہ
حیدرؑ صفدر کا عبّاسؑ دلاور آئنہ
ہے ہر اک اشک غمِ سرورؑ کی ایسی آب و تاب
آئنہ بھی جس کو حیراں ہے سمجھ کر آئنہ
دیکھتے ہیں جب بھی آئینہ حسینؑ ابن علیؑ
عکس دکھلاتا ہے اِک رُخ کے بہتر آئنہ
جس میں چہروں کے بہتّر عکس آتے ہیں نظر
ہے رخِ شبّیرؑ اک ایسا منوّر آئنہ
حضرت زینبؑ حسینؑ ابن علیؑ سے کم نہیں
صبر کا یہ بھائی کے اپنے ہیں یکسر آئنہ

صبر ہے کُل انبیاؑ کا طرۂ صد امتیاز
ہر نبیؐ کے صبر کا ہیں ایک سرورؑ آئنہ

رَن میں یوں عونؑ و محمدؑ ایک صورت سے لڑے
تھا دلیری میں برادر کا برادر آئنہ

جس میں چودہ پاک تصویریں ہیں ہر دم جلوہ گر
دل ترا یکتا ہے اک ایسا مُصَوَّر آئنہ

بہت لبریز ہے پیمانۂ دل حُبِّ حیدرؑ سے
وِلا کے جوش میں اکثر چھلک جاتی ہے ساغر سے
علیؑ کا مدح گو اور مدح خواہوں میں مقدر سے
قلم ہے میرے قبضے میں، مری معراج منبر سے
یہ کہدو ابرِ رحمت سے اگر برسے تو یوں برسے
مُحبِ حیدرؑ کا تر ہو اور عدو ہر بوند کو ترسے
خدا کی دین ہے جس کو وہ چاہے مُنفرِد کر دے
حَسَد بیکار ہوتا ہے سخنور کو سخنور سے
خُمِ وحدت سے چودہ ساغروں میں مے انڈیلی ہے
پیے ہیں گھونٹ بھی چودہ ہی پھر ایک ایک ساغر سے
نہیں ہے ایک سے کم دوسرا، کوئی بھی چودہ میں
ہر اک افضل ہے، افضل سے ہر اک بہتر ہے بہتر سے
یہ ہیں بنتِ اسدؑ، کعبہ سے باہر تھیں، گئیں اندر
وہ مریمؑ تھیں کہ جو باہر ہوئیں کعبہ کے اندر سے

صدائے الاماں آتی ہے جب سے یا علیؑ! اب تک
اُحُد سے بدر سے صفّین سے خندق سے خیبر سے

امیری دو جہاں کی ہے فقیری بابِ حیدرؑ کی
گدا لاکھوں جہاں جمشید و دارا و سکندر سے

پرِ روح الامیں پر نقش ہے تاریخ خیبر کی
مورّخ نے لکھا ہے واقعہ جبرئیلؑ کے پر سے

نبوّت اور امامت میں نہ ربطِ باہمی کیوں ہو
یہ رکھتی بھی تو ہیں دونوں تعلق ایک ہی گھر سے

نبیؐ کو دونوں شہزادوں سے الفت ہے برابر کی
یہ تھا عقدہ کہ جو حل ہو گیا تنصیفِ گوہر سے

محمدؐ اور علیؑ شبیرؑ اور عباسؑ سے پوچھو
ہوا کرتی ہے جو قوّت برادر کو برادر سے

کہا یہ کربلا نے اے زلیخا کی جوانی آ
اِدھر آ اور پلٹنا سیکھ لے حُرؑ کے مقدّر سے

خدا نے باپ کو تب تو بنایا مالکِ کوثر
جب اُس کے بچّے اک اک بوند پانی کے لیے ترسے

خدا کی شان بڑھ کر یوں شہادت نے قدم چومے
کہ جیسے عشق تھا اس کو بہتّر کے بہتّر سے
وہ نیزوں پر سہی پھر بھی رہے وہ سربلند اتنے
کہ نیچے تھا ہر اک سرکش کا سر ان کے ہر اک سر سے
کیا چہروں پہ نورِ وارثہ تطہیر نے پردہ
نبیؐ کی بیٹیاں جب ہوگئیں محروم چادر سے
ہوا دھوکہ یقیں کے ساتھ تکبیر پیمبرؐ کا
اذاں آغاز کی اکبرؑ نے جب اللہ اکبر سے
وہ شمشیرِ شہ دیں نے عدوِ دینِ حق چھانٹے
تُنک سر کر دیا رن میں ہر اک کے جسم کو سر سے
مرے شعروں میں یکتا کیوں نہ دریا کی روانی ہو!
کہ حاصل کی ہے ان کی بحر میں نے موجِ کوثر سے

دل قمر کا شق ہوا شمس الضحیٰ کے سامنے
شمس مغرب سے پھرا بدر الدجیٰ کے سامنے
کیا دوائیں کارگر ہوں گی دعا کے سامنے
کیمیا کیا خاک ہے خاکِ شفا کے سامنے
خود نہیں آتی قضا اہل وفا کے سامنے
یہ چلے آتے ہیں آپ اپنی قضا کے سامنے
ایک سر کیا تھا شہیدِ کربلا کے سامنے
سر بہتّر رکھ دیئے دینِ خدا کے سامنے
ڈٹ گئے آکر جو یہ کرب و بلا کے سامنے
ہر ادا ہے ہیچ، ان کی اس ادا کے سامنے
میری مے وہ مے ہے جزوِ معرفت ایمانِ کُل
جو بھری محفل نے پی تھی مصطفیٰ کے سامنے
پہلے جو پی تھی چلو اک بار پھر پینے چلیں
وہ نجف کا میکدہ ہے کربلا کے سامنے

ظلمتوں میں کھو گئی منزل تو چل حیدرؑ کی راہ
خضرؑ کا گُل ہے چراغ اِس نقشِ پا کے سامنے

قبر میں خاکِ شفا ہو جس سے سونا ملے
خاک ہے اکسیر ایسی کیمیا کے سامنے

بہرِ دیدارِ علیؑ کعبے میں آ پہنچے رسولؐ
کھنچ کے قبلہ آ گیا قبلہ نما کے سامنے

سُن رکھے بادِ مخالف یہ چراغِ دینِ حق
گُل نہیں ہوتا بھڑکتا ہے ہوا کے سامنے

کربلا میں شام سے آئے تھے جتنے سورما
کم سے کم تھے جانِ شاہِؑ لافتا کے سامنے

مضطرب تھے موت سے پنجہ لڑانے کے لئے
سامنے اِن کے قضا تھی یہ قضا کے سامنے

لاکھ ایسی کربلائیں ہوں تو سَر کر لیں حسینؑ
کچھ نہیں یہ معرکہ حق کی رضا کے سامنے

ہاتھ بندھوائے ہوئے عقدہ کشائی کے لئے
حُرؑ کھڑے ہیں ثانیٔ مشکل کشاؑ کے سامنے

شیرِ حق کے نازنیں بچپن میں بھی جانباز تھے

مسکرائے آ کے اصغرؑ حُرملا کے سامنے

مَوتِ ہے، گویا دُلھن خونِ جگر مہندی کا رنگ

وقتِ نصرت قاسمؑ گلگوں قبا کے سامنے

چشم گریاں، ہاتھ سینے پر، زباں پر یاحسینؑ

ہم بس اِس سج دھج سے جائیں گے خدا کے سامنے

اِس شہادت کے ہیں شاہد کربلا، کوفہ، دمشق

پھر شہید آئیں گے خود یکتا خدا کے سامنے

مدینہ و نجف و کربلا سے آئے ہوئے
مری نگاہ میں جلوے ہیں سب سمائے ہوئے

کہاں چلا مرے ساقی! بلا پلائے ہوئے
نقابِ غیبتِ کبرا میں منہ چھپائے ہوئے

وہ دل جو دولتِ حُبِ علیؑ ہیں پائے ہوئے
نظر سے دولتِ دنیا کو ہیں گرائے ہوئے

عجب گُہر ہیں مرے اشکِ غم بہائے ہوئے
وہ بے بہا ہیں کہ ہیں آبرو بنائے ہوئے

عجیب تھے رفقا شہؑ کے ساتھ آئے ہوئے
چُنے چُنائے ہوئے بلکہ آزمائے ہوئے

ہزار زخم ہیں گو جان و دل پہ کھائے ہوئے
حسینؑ پھر بھی کھڑے ہیں قدم جمائے ہوئے

وہ تھا مدینہ جہاں غیر بھی سب اپنے تھے
یہ کربلا ہے جہاں اپنے سب پرائے ہوئے

ادب سے بیٹھیں یہاں ہم کہ ہے یہ بزمِ امامؑ
اور اپنی بزم میں خود ہیں امامؑ آئے ہوئے

یہ آسمان پہ ہے عکسِ خوں بشکلِ شفق
اور اشکِ غم ہیں ستاروں کا نام پائے ہوئے

سمٹ کے ہٹ گئے قدسی لرز گیا خیبر
کہ آرہے ہیں علیؑ آستیں چڑھائے ہوئے

لبِ فرات پہ آیا یہ کون مشک بدوش
حباب دیکھتے ہیں جس کو سر اٹھائے ہوئے

یہی ہے غسلِ شہادت یہ ان کو کافی ہے
شہید خون میں اپنے ہیں سب نہائے ہوئے

سلام کیوں نہ انھیں کہلوائیں بنتِ علیؑ
کہ کربلا میں حبیبؑ آئے ہیں بلائے ہوئے

ہُوا ہے گُل کو چمن میں ہنسے ہوئے عرصہ
زمانہ ہو گیا عابدؑ کو مسکرائے ہوئے

چلیں تو کیسے رہِ شام میں اسیر بھلا
ہیں بے پناہ یہ جب غم کا بار اٹھائے ہوئے

یہ اہلِ بیتِ رسن بستہ، اہلِ کوفہ و شام
ہیں کربلا میں بلا کے ستم اٹھائے ہوئے
یہ خواہ نیزوں پہ ہیں سربلند ہیں پھر بھی
یہ سر وہ ہیں جنھیں خود سر ہیں خود اٹھائے ہوئے
عزا کے واسطے آباد ہیں عزا خانے
غمِ حسینؑ میں ہیں غمکدے سجائے ہوئے
ہمارے ساتھ ہیں جن و ملک بھی سوگ نشیں
حسینؑ کی صفِ ماتم ہیں ہم بچھائے ہوئے
کبھی تو ہم کو کیا جائے گا طلب یکتا
کبھی تو جائیں گے ہم کربلا بُلائے ہوئے

تمام اہلِ زمیں روئے، سب اہلِ آسماں روئے
غمِ شبیرؑ میں دل کھول کر دونوں جہاں روئے

لہو اُبلا زمیں سے، آسماں نے خون برسایا
غرض یوں خون کے آنسو زمین و آسماں روئے

کوئی ہجرت کی شب بستر پہ جا سوئے دلیری سے
کوئی کہنے پہ لاتحزن کے بھی بھر اماں روئے

گزرتا ہے کسی کو ہر قدم پر شک رسالت میں
یقین و آگہی کب تک بہ ایں وہم و گماں روئے

جنابِ شیخ میخانے میں وہ ذاتِ مقدس ہیں
کہ مینا جن کی محرومی پہ لیکر ہچکیاں روئے

صحابیت سے پہلے یہ سلیقہ سیکھ لے انساں
کہاں بولے کہاں چپ ہو، کہاں خوش ہو کہاں روئے

سیہ کاروں کے اکثر نام دنیا نے کیے روشن
نہ کیونکر رات بھر غم میں چراغِ گلفشاں روئے

درِ آلِ محمدؐ چھوڑ کر پھرتا ہے کیوں در در
بہت کم ہے جو بدبختی پہ اپنی جاوداں روئے

عجب رونے کی فطرت پائی ہے انساں نے دنیا میں
چلے جب تو رُلا چھوڑے، جب آئے تو یہاں روئے

کوئی محفل ہو، کوئی بزمِ غم ہو، کوئی مجلس ہو
جہاں نامِ شہؑ مظلوم آیا ہم وہاں روئے

یہ وہ غم ہے کہ جس غم میں خدا روتا رکھے ہم کو
جو حق رونے کا ہے ہم آج تک اتنا کہاں روئے

عجب تاثیر ہے ذکرِ حسینی میں کہ جب لکھیں
سیاہی اشکِ خوں برسائے خامہ کی زباں روئے

غمِ اصغرؑ میں، یادِ شہؑ میں، اکبرؑ کے تصور میں
مسلسل طفل روئے، پیر روئے، نوجواں روئے

رضائے حق میں شہؑ نے گھر لٹا کر شکر فرمایا
اٹھائیں سب کی لاشیں پر نہ وقتِ امتحاں روئے

بجز زینبؑ رہِ خالق میں یہ دل کس نے پایا ہے
جو بیٹے خوش کریں ماں کو نہ اُن بیٹوں کو ماں روئے

نہیں رویا کوئی دنیا میں اتنا اور نہ روئے گا
پدر کو جس قدر سجادؑ زار و ناتواں روئے

وہی ہے آج تک انداز ان کے دل کی دھڑکن کا
اگرچہ کر کے ماتم رات دن یہ نوحہ خواں روئے

ہمیشہ اہل دل شبیرؑ کے نوحوں کو سن کر
بصد آہ و فغاں روئے بصد اشک رواں روئے

بجا ہے فخر اے یکتاؔ ہمیں اس اپنے جذبے پر
کہ ہم شبیرؑ کے غم میں جہاں بیٹھے وہاں روئے